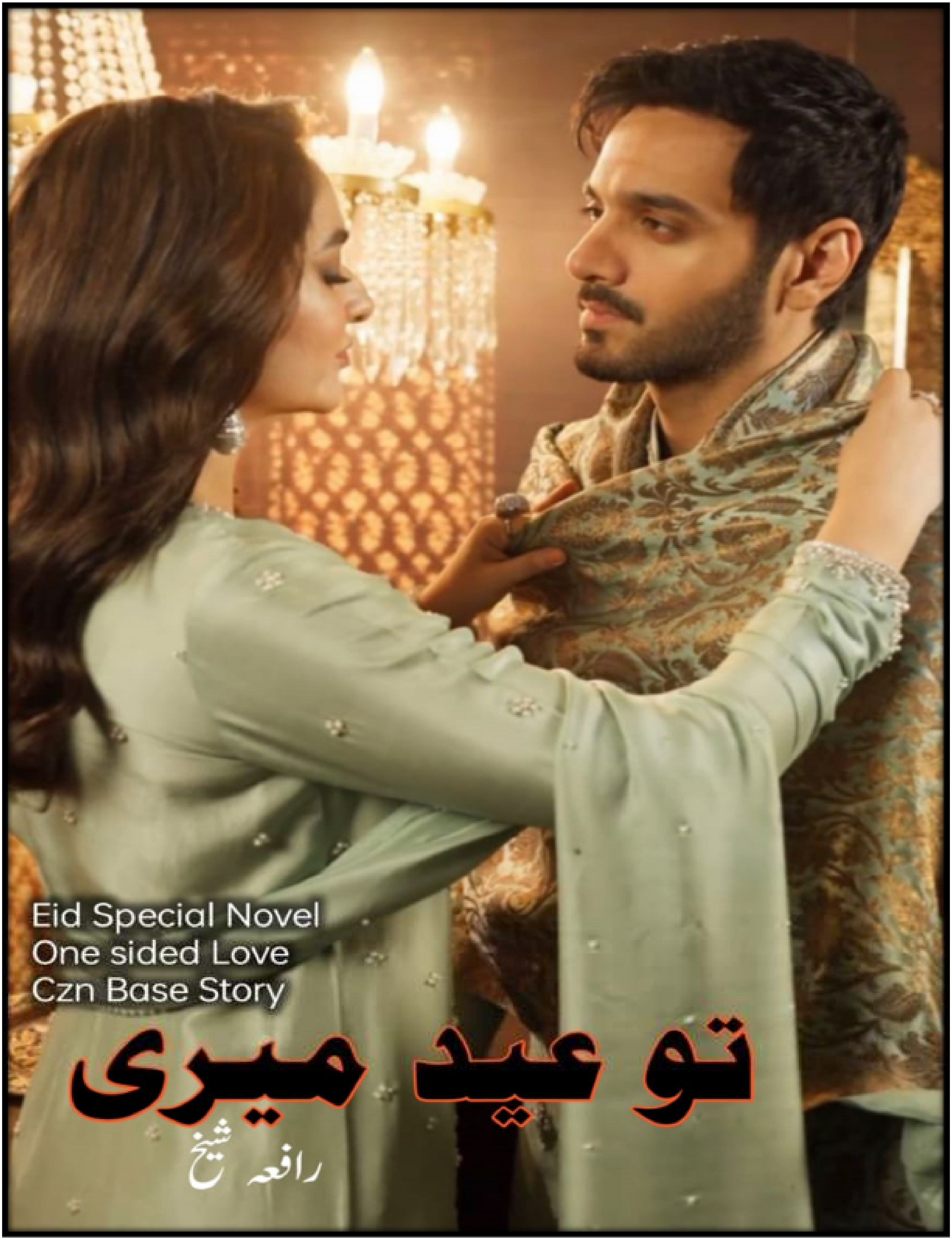
Eid Special Novel
One sided Love
Czn Base Story
تو عید میری
رافعہ شیخ

Book : Tu Eid Meri

Author : Rafia Sheikh

Genre : Eid Special Novel, Czn base Story, One Sided Love, Romantic Novel

NOVEL IN URDU

تو عید میری

رافعہ شیخ

چار سو پھیلے اندھیرے میں ایک ہلکی سی روشنی چھت سے نمودار ہو رہی تھی۔۔ وہ رات میں گھپ اندھیرے میں بیٹھی بنا کسی خوف و خطر کے ارد گرد کے پھیلے اندھیرے میں چارپائی پر پاؤں پھیلائے بیٹھی ہوئی سر کتاب میں دیئے موبائل کی ٹارچ آن کئے کچھ پڑھنے میں مصروف تھی۔۔ وہ رات کے اِس پہر اٹھ کر اکثر تہجد کی نماز ادا کیا کرتا تھا۔۔ رمضان میں کچھ الگ حساب کتاب سے روٹین کو بنا کر وہ اسی پر عمل پیرا ہو جاتا تھا۔۔

دو کمرے کے بنے اس گھر کے چھوٹے سے صحن میں اماں جان چارپائی پر سو رہی تھیں۔۔ وہ وضو کرنے کی غرض سے اٹھ کر صحن میں لگے بیسن کے پاس جا کر وضو کرنے لگا۔۔ لیکن چھت پر سے سیدھے بیسن کی دیوار پر پڑتی روشنی سے وہ ٹھٹھک کر سیدھا ہوتا چھت پر گردن اوپر کو اٹھائے دیکھنے لگا۔۔ روشنی ہلتی جلتی جھلملاتی اس کا عکس بناتی محسوس ہو رہی تھی۔۔ شافع سیڑھیاں چڑھتا اوپر کی سمت بڑھ گیا۔۔ توقع کے عین مطابق وہ حسبِ معمول رات میں چھپ کر سحری سے پہلے ناول پڑھنے میں مصروف تھی۔۔ اماں جان کتنا منع کرتی تھیں رمضان میں زیادہ وقت عبادت کو دیا کرو سارے فضول

NOVEL IN URDU

کام چھوڑ دیا کرو لیکن ایزل کے کانوں پر جوں بھی کہاں رینگتی تھی وہی کرتی تھی جو اس کی اپنی مرضی ہوتی تھی۔۔

وہ سینے پر بازو لپیٹ کر آنکھیں چھوٹی کیئے اُسے گھورنے لگا۔۔ وہ کسی کی موجودگی محسوس ہونے پر سر اٹھا کر سامنے دیکھنے لگی۔۔ اس سے پہلے وہ اسے اچانک دیکھ کر چیخ پڑتی شافع نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔۔

"بدتمیز خود تو مرو گی ساتھ مجھے بھی مرواؤ گی۔۔" وہ منہ پر سے ہاتھ ہٹاتے ہوئے ڈپٹ کر بولتا ہوا پلنگ پر بیٹھ گیا۔۔ اور ایزل کا ڈر سے گرا ہوا موبائل کتاب کے اوپر سے اٹھا کر اس کی ٹارچ بند کرتے ہوئے اسے دیکھنے لگا جو تیز نظروں سے اسے دیکھتی لمبی سانس بھر رہی تھی۔۔

"پاگل ہو کیا ایسے کون ڈراتا ہے شافع۔۔" وہ اس کے ہاتھ سے موبائل چھینتے ہوئے بول رہی تھی۔۔ اسے اچانک کسی چیز کے سامنے آجانے پر ایسے ہی ڈر محسوس ہوتا تھا اور وہ اکثر یوں ہی چیخ پڑتی تھی۔۔۔

"تم اپنی بات رہنے دو میں نا بھی ڈراؤں تو ڈر ہی جاتی ہو۔۔" شافع نے نیند سے خمار زدہ ہوتی آنکھوں کو جاگتے ہوئے دیکھ کر نفی میں سر ہلاتے اُس پاگل لڑکی کو دیکھا جو ناول کے معاملے میں بالکل پاگل تھی۔۔

"خالہ جان کمرے کا چکر لگاتی ہیں اِس لئے یہاں آکر پڑھ رہی تھی۔۔ جہان سکندر کو جتنا پڑھو اتنا کم ہے۔۔" وہ اُسے یوں ہی اکثر اسٹوریز سنایا کرتی تھی۔۔ جہان سکندر کی اسٹوری اُسے اب رٹ چکی تھی۔۔

"یہ جہان سکندر چھپا ہوا زن مرید تمہیں اتنا پسند کیوں ہے۔۔ اِس سے اچھے ہیروز ہماری اصلی زندگی میں ہیں۔۔"

وہ چڑتے لہجے میں ہمیشہ کی طرح اسے جہان کے سحر سے آزاد کرنے کے درپے تھا مگر وہ بھی اپنے نام کی ایک تھی۔۔ کچھ وقت بعد کوئی دوسرا ہیرو لے آتی تھی جس کی تعریف میں زمین آسمان ایک کر دیا کرتی تھی۔۔۔ پھر دوبارہ جہان کی خصوصیات گنوانے کا دورہ پڑ جاتا تھا۔۔

"تمہیں کیا معلوم جہان کے بارے میں تم تو بولو گے ہی ہونہہہ" وہ براہی مان گئی تھی۔۔

"ارومہ کو کمرے میں چھوڑ کر یہاں بیٹھی ناول پڑھ رہی ہو۔۔ چلو اٹھو دو بج رہے ہیں تہجد پڑھو۔۔" وہ ہاتھ پکڑ کر اسے کھڑا کرنے لگا جس پر ایزل کا منہ دیکھنے والا ہو گیا تھا۔۔۔

"ایسے ہیروز زندگی میں چاہتی ہو تو اللہ سے مانگو۔۔"

وہ مزید بولتے اس کو لالچ دیتا اس کے پاؤں کی جانب سلیپر رکھنے لگا۔۔ وہ ایسا ہی تھا۔۔ ہمیشہ خیال رکھتا سمجھتا۔۔ لیکن ایزل کو اس کی پرواہ اپنے لئے فرض لگتی تھی کہ وہ اس کا کزن ہے اس کے ساتھ بچپن سے رہا ہے اس پر لازم ہے وہ اس کا خیال رکھے۔۔ باتیں سنے۔۔ ضدیں مانیں۔۔ ایزل سفید رنگت کی حامل بیس سالہ لڑکی تھی، وہ شافع سے پانچ سال چھوٹی تھی۔۔ ایزل کے پیرنٹس اسے چھوڑ کر چلے گئے تھے جب اماں جان نے اپنی محض تین سال کی لاڈلی بھانجی کو اپنی آغوش میں بھر کر ممتا نچھاور کر دی۔۔ جب کہ ان کی اپنی بیٹی ارومہ محض اس وقت دو برس کی تھی۔۔ شافع آٹھ سال کا تھا لہٰذا زیادہ تر وہ ایزل کو سنبھال لیا کرتا تھا۔۔ اماں جان کے شوہر کا ارومہ کی پیدائش سے پہلے ہی انتقال ہو چکا تھا۔۔

گزارہ بہت مشکل سے ہوتا تھا۔۔ سلائی کر کے جتنا ہو سکتا تھا وہ تینوں کو پالنے میں پڑھائی کے اخراجات پورے کرتے فکر مند سی زندگی گزارنے میں مصروف تھیں۔۔

شافع جب کچھ بڑا ہوا تو ایک پرچون کی دکان میں بیٹھنا شروع کر دیا جس سے شافع کی فیس کا خرچہ نکلنے لگا۔۔ شافع نے مزید محنت کر کے ٹیوشن پڑھانا شروع کیا جس سے وہ اب ارومہ اور ایزل کی فیس ادا کیا کرتا تھا۔۔

ایزل، ارومہ کا خیال رکھنا جیسے اس پر فرض تھا اسے شروع سے معلوم تھا ایزل اس کی کزن ہے۔۔ کچھ بڑے ہونے پر وہ اپنے دل میں ایزل کے لئے جذبات پیدا ہوتے محسوس کرنے لگا یہی بات اسے خود سے خفا کرتی تھی اتنی چھوٹی سی عمر میں کسی کو دل دے بیٹھنے کی کیا جلدی تھی۔۔ لیکن بھرے بھرے گالوں والی ایزل تھی ہی اتنی پیاری کہ اسے دیکھ کر ہی پیار خود باخود ہونے لگتا تھا۔۔۔

ایزل کو معلوم تھا وہ اس کی خالہ امی ہیں۔۔ وہ دونوں اس کے کزن ہیں۔۔ اپنی خالہ کے لاکھ کہنے پر بھی ایزل نے شافع کو بھائی نہیں کہا تھا۔۔ شافع نام جو بچپن سے زبان پر چڑھا تھا وہ اب تک زبان پر ویسے ہی دھرا تھا۔۔

آہستہ آہستہ شافع اور ایزل سیڑھیوں سے اتر آئے تھے۔۔ شافع ایزل کو اپنے کمرے میں لے آیا تھا۔۔ کیونکہ جیسے ہی وہ اُسے اِس کے کمرے کی جانب جانے کا اشارہ دینے لگا ویسے ہی اماں جان کی آنکھ کھل گئی تھی۔۔

"شافع تم نا ہوتے تو میں خالہ امی کے ہاتھوں ماری جاتی۔" وہ لمبی سانس بھرتی تین بل ڈلی چٹیا کو آگے

کرتی ہوئی بولی۔۔

"شرم کرو ایزل یہ وقت عبادت کا ہے تم ناول پڑھ رہی ہو جا کر سو نہ جانا تہجد پڑھنا۔۔ میرے لئے دعا کرنا جاب مل جائے۔۔ ورنہ تمہیں عید پر شاپنگ کون کروائے گا۔۔"

وہ اپنی جاب کو لیکر حد درجہ پریشان تھا۔۔ ویسے ہی مہنگائی کی چکی میں پستی ہوئی غریب عوام اوپر سے بے روزگاری کا بڑھتا ہوا رجحان ایسے میں شافع چودہ جماعت پاس کرنے کے بعد بھی ابھی تک اچھی نوکری نہیں ڈھونڈ سکا تھا۔۔ شام میں فروٹ کے ٹھیلے پر جا کر ایک بزرگ کی مدد کر کے نیکی کما لیا کرتا تھا۔۔ وہ پیسے دیتے تو انہیں منع کر دیا کرتا تھا۔۔ رات میں ٹیوشن پڑھا کر کچھ پیسے مہینے کے آخر میں اماں کے ہاتھ پر رکھ دیا کرتا تھا۔۔ مشکل سے چلتی اس زندگی میں وہ بس چند ہزار کی ایک جاب چاہتا تھا۔۔

"مجھے تم کہیں سے بھی عید کی شاپنگ کرواؤ گے ہر سال کرواتے ہو۔۔ جاب لگے یا نا لگے۔۔ سمجھے۔۔" وہ انگلی اٹھا کر شافع کی جانب کرتی دھمکی دینے لگی۔۔ شافع ہولے سے ہنس دیا۔۔

"اوکے میڈم آپ کا حکم سر آنکھوں پر۔۔" وہ گردن حکم ماننے والے انداز سے جھکاتے ہوئے بولا تو ایزل بھی ہنس دی۔۔ شافع نے باہر جھانکا اماں جان تہجد کی نماز ادا کر رہی تھیں۔۔

"اپنے جہان بھائی کو چھوڑو اور کمرے میں پہنچو سلام پھیرتے ہی اماں جان نے تمہارے کمرے کا رخ کرنا ہے۔۔"

وہ آنے والے وقت سے پہلے سے آگاہ کرتے ہوئے ایزل کو باہر بھیجتے ہوئے خود ڈھال بن کر کمرے تک چھوڑ آیا اور پھر وضو کر کے واپس کمرے میں پہنچ گیا۔۔ نماز کے لئے نیت باندھ لی۔۔ دوسری

طرف ایزل نے موبائل اور کتاب کو ٹیبل پر پٹخا اور چادر تان کر لیٹتے ہی سو گئی۔۔ شافع کی سیکھائی اتنی ساری باتیں وہ نیند پوری کر کے اب ضائع کر رہی تھی۔۔

اماں جان سلام پھیرنے کے بعد اٹھیں اور دونوں کے مشترکہ کمرے کی جانب رخ کرتے ہوئے دونوں کے سروں پر پہنچ گئیں۔۔

"اٹھ جاؤ، نیستی پھیلاتی رہتی ہو دونوں نماز کا وقت ہو گیا ہے اٹھو۔۔" وہ دونوں کو ہلاتی ہوئی مسلسل بول بھی رہیں تھیں۔۔ ایزل ابھی سوئی تھی ٹس سے مس نہیں ہوئی۔۔ جبکہ تیسری آواز پر ارومہ اٹھ بیٹھی تھی۔۔ اپنا چشمہ ڈھونڈنے کے بعد آنکھوں پر لگاتے جمائی روکتی باہر نکل آئی تھی۔۔ وضو کرنے کے بعد کمرے میں پہنچی جہاں ایزل پر اماں جان کی آواز کا کچھ اثر نہیں ہوا تھا۔۔ وہ ویسے ہی سوئی ہوئی تھی۔۔ ارومہ کے لاکھ کوشش کے باوجود بھی ارومہ اسے اٹھانے میں ناکام ٹھہری تھی۔۔ وہ تینوں تہجد پڑھنے کے بعد صحن میں پڑے پلنگ پر بیٹھ چکے تھے۔۔۔ "ایزل ابھی تک نماز پڑھ رہی ہے۔۔۔؟" شافع نے قرآن پاک کو چومنے کے بعد ارومہ سے پوچھا۔۔

"نہیں سو رہی ہے۔۔ " ارومہ جواب دیتی جلدی سے قرآن پاک کھول کر بیٹھ گئی۔۔ اماں جان سحری کے لئے آٹا گوندھنے میں مصروف تھیں۔۔ جبکہ وہ دونوں تہجد کے بعد قرآن پاک کی تلاوت کیا کرتے تھے جس میں کبھی کبھی ایزل ساتھ دے دیا کرتی تھی۔۔

"یہ لڑکی نا جانے کب سدھرے گی نا دین کی خبر ہے کوئی نا دنیا کی پرواہ۔۔" اماں جان کی آواز نے دونوں کو متوجہ کیا تھا۔۔ واقعی وہ اپنی بھانجی کے ضدی پن سے بہت تنگ تھیں۔۔ ارومہ تیز رفتاری سے تلاوت کر رہی تھی۔۔ اسے اپنے بھائی سے آگے نکلنے کی بہت جلدی تھی۔۔ شافع دیکھ کر مسکرانے

لگا۔۔ وہ بلند آواز میں تلاوت کرتا سحر ساطاری کر رہا تھا جبکہ ارومہ ہلکی آواز میں زیر لب تلاوت میں مشغول تھی۔۔۔

سحری سے پندرہ منٹ پہلے شافع نے جا کر ایزل کو اٹھا کر بیٹھا دیا تھا۔۔

"کیوں اماں جان سے ڈانٹ سننے والے کام کرتی ہو ایزل۔۔؟" وہ بیچارگی سے جتنا اسے ڈانٹ سے بچانے کی کوشش کرتا تھا وہ اپنے لئے خود ڈانٹ کو مختص کیا کرتی تھی۔۔

"خالہ امی کو موقع چاہئیے ہوتا ہے بس۔۔" وہ انگڑائی لیتی الٹا انہیں ہی ہر بات میں قصوروار سمجھتی تھی۔۔

"بعد میں سب کے قصور گنوا لینا سحری کر لو ٹائم ختم ہونے والا ہے۔۔" وہ ٹرے اس کی جانب بڑھاتا ہوا ٹرے اس کی گود میں رکھ گیا۔۔ پراٹھا اور چائے کی شوقین ایزل نے شافع کی بات سن کر جلدی جلدی کھانا شروع کیا۔۔ شافع سحری کر چکا تھا بس ایزل کو کروانا چاہتا تھا جس میں وہ پچھلے تیس منٹ سے کوشش میں لگا ہوا تھا اور اب کامیاب ہوا تھا۔۔ اس کے کھانے کے بعد شافع پانی کا گلاس اس کی جانب بڑھا کر خود بھی حلق سے جلدی جلدی پانی کے گھونٹ اتارنے لگا۔۔ اذان ہونے میں بس کچھ ہی منٹ باقی تھے۔۔

"شافع تم شادی مت کرنا۔۔" اچانک ایزل کی بات پر شافع کو پانی کا پھندہ لگ گیا۔۔ وہ کھانستے ہوئے ایزل کو دیکھ رہا تھا جو پریشانی سے اس کی بیک پر تھپڑ رسید کر رہی تھی۔۔

"تم مجھے مار رہی ہو یا بچا رہی ہو۔۔؟" وہ کمر پر ہاتھ رکھ کر آنکھوں کی نمی کو صاف کرتے ہوئے پوچھ رہا تھا۔۔

"میں تو کمر سہلا رہی تھی تم ہی کھانس رہے تھے۔۔" وہ منہ بناتی روٹھ کر بیٹھ گئی۔۔

"اچھا شادی کیوں نہیں کروں میں۔۔؟" وہ جس بات پر پچھلے کچھ منٹ اذیت میں رہا تھا اُس بارے میں پوچھنے لگا۔۔

"کیونکہ پھر میرا خیال کون رکھے گا۔۔؟ میرا شہزادہ مجھے لینے بعد میں آئے گا ناں میں ابھی چھوٹی ہوں۔۔"

وہ مزے سے آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے بتا رہی تھی۔۔

"میں اس لئے شادی نا کروں کہ تمہارا خیال نہیں رکھ پاؤں گا۔۔؟" وہ ہنس کر پوچھ رہا تھا ایزل نے معصومیت سے سر ہلا دیا۔۔

"کیا معلوم میرا جیسا خیال رکھنے والا تمہیں مل جائے پھر۔۔؟" وہ پوچھ کر اسے دیکھنے لگا۔۔ جہاں وہ کچھ سوچ رہی تھی دور سے اذانوں کی آوازیں آنے لگیں تھیں۔۔

"ہاں لیکن وہ امیر ہو۔۔ مجھے روز گفٹ دیا کرے۔۔ بڑی سی گاڑی میں گھمایا کرے۔۔ مجھے بہت سارے ملکوں کی سیر کروائے۔۔ اور جہان کی طرح۔۔" وہ بول رہی تھی شافع نے اپنے دل میں ہوتی چبھن پر اسے مزید بولنے سے روکا۔۔

"بس بس اسٹاپ کرو نماز کا وقت ہو گیا ہے۔۔"

وہ بوجھل دل لیے وہاں سے اٹھ آیا تھا اور برتن سنک میں ڈال کر باہر مسجد کی جانب بڑھ گیا۔۔ دل میں ابھی تک ہوک سی اٹھ رہی تھی۔۔ ایزل کو شہزادے کے نام پر کیئرنگ سے زیادہ امیر ہمسفر کی تلاش تھی۔۔ وہ امیر نہیں تھا۔۔ نا ہی اس کی خواہشات کو پورا کر سکتا تھا لیکن پھر بھی اس کی خواہش پر اس نے آمین کہا تھا۔۔ محبت چیز ہی ایسی تھی کہ اپنے محبوب کو خوش دیکھنے کے سوا کوئی اور چاہ ہی نہیں کرتی تھی۔۔

ایزل نے بڑی مشکل سے جمائی روک کر نمازِ فجر ادا کی تھی۔۔

اور فوراً آتے ساتھ ہی بیڈ پر دبک کر سو بھی گئی تھی۔۔ جبکہ ارومہ کچن میں برتن دھو رہی تھی۔۔ اماں جان سحری سے فارغ ہو کر قرآن پاک کی اب تلاوت کر رہی تھیں۔۔

NOVEL IN URDU

پہلا عشرہ اپنے اختتام کو پہنچ چکا تھا بہت مشکل سے ایزل کا عبادات میں دل لگتا تھا۔۔ شافع اور اماں جان ہمیشہ کی طرح سمجھاتے سمجھاتے تھک جاتے تھے۔۔ جبکہ اماں جان کا اکثر پارہ ہائی بھی ہو جاتا تھا۔۔ جس پر شافع ہمیشہ کی طرح ایزل کو ڈانٹ سے بچاتا تھا۔۔ کئی جگہ انٹرویو دینے کے بعد بھی شافع کو اچھی جاب تو کیا کوئی جاب ہی مل کر نہیں دے رہی تھی۔۔

"اماں جان یہ ابا جان کے ڈیفینس والے دوست ایاز انکل کا نمبر ہے ناں۔۔؟" وہ کی پیڈ موبائل ہاتھ میں تھامے اماں جان کی جانب موبائل کیئے نمبر دیکھا کر پوچھ رہا تھا۔۔

"لگ تو انہی کا رہا ہے۔۔اتنے سال بعد کیسے یاد کر لیا۔۔؟"

وہ خود حیران ہوتی ہوئی پوچھ رہی تھیں۔۔ان کے شوہر اور وہ ایک فیکٹری میں ملازم تھے۔۔قسمت نے ان کے دوست ایاز صاحب کا کچھ خاص ساتھ دیا تھا جس کی وجہ سے وہ باہر کے ملک میں ملازم لگ گئے تھے جبکہ ان کے میاں یہیں کے ملازم رہے اور روکھی سوکھی زندگی صبر شکر کے ساتھ بسر کرتے رہے۔۔انتقال کے وقت جو ایاز صاحب ان کے چھوٹے سے گھر میں آئے تھے اس کے بعد سے ان کا آج تک کچھ معلوم نہیں تھا۔۔

"نا جانے کیوں کر رہے تھے کال میں تراویح پڑھ رہا تھا موبائل سائیلنٹ پر تھا دیکھ نا سکا۔۔اب دیکھا ہے۔۔۔دوبارہ کال آجائے پھر بات کرتا ہوں کہیں کوئی مسئلہ نا ہو۔۔"ہمیشہ مدد کے لئے تیار رہنے والے شافع نے یہی سوچا تھا کہیں انہیں کسی قسم کی مدد درکار نہ ہو۔۔بھائی آپ کمال کے بندے ہیں اس دور میں کی پیڈ موبائل لئے گھوم رہے ہیں جب کہ اپنا ٹچ موبائل ایزل کو دے رکھا ہے۔۔"ارومہ چشمہ ناک پر درست کرتی ہوئی کبھی کبھی اپنے بھائی کی سخاوت پر حیران اور پریشان دونوں ہو جاتی تھی۔۔

"اگر اسے دیا ہے تو تمہیں بھی دیا ہے۔۔"شافع نے گھورتے ہوئے یاد دلایا۔۔

"ہاں آپ ہم دونوں کو ہی ساتھ ساتھ دلاتے ہیں چیزیں۔۔"وہ مسکرا کر بولی تو شافع نے سر پر ہاتھ مارا۔۔اندر کمرے میں ایزل اماں جان کی کلاس لینے کے بعد نمازِ عشاء ادا کر رہی تھی۔۔

سب کے سونے کے بعد وہ ارومہ کو لئے اوپر چلی آئی تھی۔۔

"تم جن ہو لیکن مجھے کیوں جگا رہی ہو۔۔ تہجد میں اٹھنا ہے۔۔" وہ منہ بسور کر کہتی ہوئی پلنگ پر دھپ سے بیٹھ گئی۔۔

"سو جانا اور پڑھ لینا نماز بھی۔۔ میرے لئے دعا کرنا کوئی شہزادہ بڑی سی کار میں آ کر مجھے لے جائے۔۔" وہ گول گول گھومتی ہوئی آرومہ کو نیند میں جھولتے ہوئے دیکھ کر کہہ رہی تھی پھر اس کے ساتھ بیٹھ گئی۔۔

"کیا کہہ رہی ہوں میں۔۔ کرو گی ناں یہ دعا۔۔؟" وہ اپنی بات کا جواب نا ملنے پر دوبارہ پوچھ رہی تھی۔۔

"ہاں کروں گی بس ابھی سونے دو۔۔ جب تہجد میں اٹھوں گی پھر ہی کر سکتی ہوں پلیز میری پیاری سی بہن سونے دو۔" وہ نیند سے مخمور آنکھوں سے منت سماجت کر رہی تھی۔۔ "جاؤ آرو سو جاؤ۔۔" شافع نے آکر ارومہ کی جان ایزل سے چھڑوائی۔۔

وہ اپنے بھائی کے آ جانے پر خوشی سے اچھل کر فوراً نیچے کمرے میں بھاگی۔۔

"نیند نا آیا کرے مجھے بلا لیا کرو بچی کو کیوں پریشان کرتی ہو۔۔" وہ اپنی بہن کی لال آنکھوں کو دیکھ کر ایزل سے بولنے لگا۔۔

"وہ میری بھی کچھ لگتی ہے۔۔" وہ برا مانتے ہوئے فوراً تڑخ کر بولی۔۔۔

"معلوم ہے لیکن افطاری بنا کر اور کام کر کے تھک جاتی ہے۔۔" وہ مزید اس کے لئے بولا تھا۔۔

" تم کہنا چاہتے ہو میں کام چور ہوں۔۔؟" وہ اس کے بالکل سامنے کھڑے ہوتے ہوئے پوچھ رہی تھی۔۔ نظروں میں غصہ تھا۔۔

"نہیں۔۔ میں تمہارے کام کرنے یا نا کرنے پر کچھ نہیں کہہ رہا اماں جان کو لگتا ہے وہ تمہیں کام کا کہیں گی تو تمہیں لگے گا تم ان کی بھانجی ہو بیٹی کو بیٹھا کر بھانجی کو کام میں لگائے رکھتی ہیں۔۔اس لئے تمہیں کام کا نہیں کہتی ہیں۔۔" وہ اپنی اماں جان کی فطرت سے واقف تھا دنیا جو کہے لیکن وہ بھانجی کی نظروں میں ماں رہنا چاہتی تھیں۔۔

کبھی کبھی غصہ ہو جاتی تھیں لیکن کام وہ ارومہ سے ہی لیتی تھیں۔۔

"میں ارومہ کی ہیلپ کر دوں گی اب۔۔" وہ سمجھ کر بس اتنا ہی بولی تھی۔۔

"دل چاہے تو کرنا ورنہ کوئی زبردستی نہیں ہے۔۔" وہ کسی پر اپنی مرضی تھوپنے والا شخص بالکل نہیں تھا۔۔

" میری نوکری لگ جائے پھر تمہارا ایڈمشن بھی اچھی یونی میں کروادوں گا۔۔" وہ جانتا تھا اسے پڑھنے کا شوق ہے لیکن حالات کے ہاتھوں مجبور ہو کر اماں جان نے دونوں کی تعلیم کو رکوا دیا تھا۔۔

"اب مجھے میرا شوہر ہی پڑھوائے گا۔۔" وہ ناول کو پڑھتے پڑھتے اب ناول جیسے خواب بننے لگی تھی۔۔
"تم ابھی اتنی بڑی نہیں ہوئی ہو کہ شادی ہو جائے تمہاری ایزل۔۔" وہ ابھی سے شادی کے خواب دیکھنے لگی تھی۔۔کچی عمر میں ناول نے اسے صحیح پاگل کر دیا تھا۔۔

"کیا معلوم کوئی ہینڈسم نوجوان کل ہی میرا رشتہ لے آئے اور خالہ امی مان جائیں۔۔ اور عید پر میری رخصتی ہو جائے۔۔" وہ سارے خواب سجائے بیٹھی اسے سنا رہی تھی۔۔ شافع حیران ہوا۔۔

"اب سے ناول لاکر نہیں دوں گا عجیب عجیب خواب دیکھنے لگی ہو۔۔ چلو نیچے اور سو جاؤ۔۔" وہ کہتے ہوئے ایزل کے کچھ بھی کہنے سے پہلے نیچے لے آیا تھا۔۔ وہ منہ بناتی ناراض ہوتی اپنے کمرے میں جا کر لیٹ کر وہی خواب بننے لگی۔۔ کچی عمر کے ورغلانے والے خواب۔۔

چار سو پھیلے اندھیرے میں ایک ہلکی سی روشنی چھت سے نمودار ہو رہی تھی۔۔ وہ رات میں گھپ اندھیرے میں بیٹھی بنا کسی خوف و خطر کے ارد گرد کے پھیلے اندھیرے میں چارپائی پر پاؤں پھیلائے بیٹھی ہوئی سر کتاب میں دیئے موبائل کی ٹارچ آن کئے کچھ پڑھنے میں مصروف تھی۔۔ وہ رات کے اِس پہر اٹھ کر اکثر تہجد کی نماز ادا کیا کرتا تھا۔۔ رمضان میں کچھ الگ حساب کتاب سے روٹین کو بنا کر وہ اسی پر عمل پیراں ہو جاتا تھا۔۔

دو کمرے کے بنے اس گھر کے چھوٹے سے صحن میں اماں جان چارپائی پر سو رہی تھیں۔۔ وہ وضو کرنے کی غرض سے اٹھ کر صحن میں لگے بیسن کے پاس جاکر وضو کرنے لگا۔۔ لیکن چھت پر سے سیدھے بیسن کی دیوار پر پڑتی روشنی سے وہ ٹھٹھک کر سیدھا ہوتا چھت پر گردن اوپر کو اٹھائے دیکھنے لگا۔۔ روشنی ہلتی جھلتی جھلملاتی اس کا عکس بناتی محسوس ہو رہی تھی۔۔ شافع سیڑھیاں چڑھتا اوپر کی سمت بڑھ گیا۔۔ توقع کے عین مطابق وہ حسبِ معمول رات میں چھپ کر سحری سے پہلے ناول پڑھنے میں مصروف تھی۔۔ اماں جان کتنا منع کرتی تھیں رمضان میں زیادہ وقت عبادت کو دیا کرو سارے فضول

کام چھوڑ دیا کرو لیکن ایزل کے کانوں پر جوں بھی کہاں رینگتی تھی وہی کرتی تھی جو اس کی اپنی مرضی ہوتی تھی۔۔

وہ سینے پر بازوں لپیٹ کر آنکھیں چھوٹی کئے اُسے گھورنے لگا۔۔ وہ کسی کی موجودگی محسوس ہونے پر سر اٹھا کر سامنے دیکھنے لگی۔۔ اس سے پہلے وہ اسے اچانک دیکھ کر چیخ پڑتی شافع نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔۔ "بدتمیز خود تو مروگی ساتھ مجھے بھی مرواؤگی۔۔" وہ منہ پر سے ہاتھ ہٹاتے ہوئے ڈپٹ کر بولتا ہوا پلنگ پر بیٹھ گیا۔۔ اور ایزل کا ڈر سے گرا ہوا موبائل کتاب کے اوپر سے اٹھا کر اس کی ٹارچ بند کرتے ہوئے اسے دیکھنے لگا جو تیز نظروں سے اسے دیکھتی لمبی سانس بھر رہی تھی۔۔

"پاگل ہو کیا ایسے کون ڈراتا ہے شافع۔۔" وہ اس کے ہاتھ سے موبائل چھینتے ہوئے بول رہی تھی۔۔ اسے اچانک کسی چیز کے سامنے آجانے پر ایسے ہی ڈر محسوس ہوتا تھا اور وہ اکثر یوں ہی چیخ پڑتی تھی۔۔۔

"تم اپنی بات رہنے دو میں نا بھی ڈراؤں تو ڈر ہی جاتی ہو۔۔" شافع نے نیند سے خمار آنکھوں کو جاگتے ہوئے دیکھ کر نفی میں سر ہلاتے اُس پاگل لڑکی کو دیکھا جو ناول کے معاملے میں بالکل پاگل تھی۔۔

"خالہ جان کمرے کا چکر لگاتی ہیں اِس لئے یہاں آکر پڑھ رہی تھی۔۔ جہان سکندر کو جتنا پڑھو اتنا کم ہے۔۔" وہ اُسے یوں ہی اکثر اسٹوریز سنایا کرتی تھی۔۔ جہان سکندر کی اسٹوری اُسے اب رٹ چکی تھی۔۔ "یہ جہان سکندر چھپا ہوا زن مرید تمہیں اتنا پسند کیوں ہے۔۔ اِس سے اچھے اچھے ہیروز ہماری اصلی زندگی میں ہیں۔۔"

وہ چڑتے لہجے میں ہمیشہ کی طرح اسے جہان کے سحر سے آزاد کرنے کے در پے تھا وہ اپنے نام کی ایک تھی۔۔ کچھ وقت بعد کوئی دوسرا ہیرو لے آتی تھی جس کی تعریف میں زمین آسمان ایک کردیا کرتی تھی ۔۔۔ پھر دوبارہ جہان کی خصوصیات گنوانے کا دورہ پڑ جاتا تھا۔۔

" تمہیں کیا معلوم جہان کے بارے میں تم تو بولو گے ہی ہونہہہہ " وہ برا ہی مان گئ تھی۔۔

"آرومہ کو کمرے میں چھوڑ کر یہاں بیٹھی ناول پڑھ رہی ہو۔۔ چلو اٹھو دو بج رہے ہیں تہجد پڑھو۔۔" وہ ہاتھ پکڑ کر اسے کھڑا کرنے لگا جس پر ایزل کا منہ دیکھنے والا ہو گیا تھا۔۔۔

"ایسے ہیرو زندگی میں چاہتی ہو تو اللہ سے مانگو۔۔"

وہ مزید بولتے اس کو لالچ دیتا اس کے پاؤں کی جانب سلیپر رکھنے لگا۔۔ وہ ایسا ہی تھا۔۔ ہمیشہ خیال رکھتا سمجھاتا۔۔ لیکن ایزل کو اس کی پرواہ اپنے لئے فرض لگتی تھی کہ وہ اس کا کزن ہے اس کے ساتھ بچپن سے رہا ہے اس پر لازم ہے وہ اس کا خیال رکھے۔۔

باتیں سنے۔۔ ضدیں مانیں۔۔ ایزل سفید رنگت کی حامل بیس سالہ شافع سے پانچ سال چھوٹی تھی۔۔ ایزل کے پیرنٹس اسے چھوڑ کر چلے گئے تھے جب اماں جان نے اپنی لاڈلی بھانجی کو اپنی آغوش میں محض تین سال کی عمر میں بھر کر ممتا نچھاور کر دی۔۔ جب کہ ان کی اپنی بیٹی آرومہ محض اس وقت دو برس کی تھی۔۔ شافع آٹھ سال کا تھا لہٰذا زیادہ تر وہ ایزل کو سنبھال لیا کرتا تھا۔۔ اماں جان کے شوہر کا ارومہ کی پیدائش سے پہلے ہی انتقال ہو چکا تھا۔۔

گزارہ بہت مشکل سے ہوتا تھا۔۔ سلائی کر کے جتنا ہو سکتا تھا وہ تینوں کو پالنے میں پڑھائی کے اخراجات پورے کرتے فکر مند سی زندگی گزارنے میں مصروف تھیں۔۔ شافع جب کچھ بڑا ہوا تو ایک پرچون کی دکان میں بیٹھنا شروع کر دیا جس سے شافع کی فیس کا خرچہ نکلنے لگا۔۔ شافع نے مزید محنت کر کے ٹیوشن پڑھانا شروع کیا جس سے وہ اب آرومہ اور ایزل کی فیس ادا کیا کرتا تھا۔۔

ایزل، آرومہ کا خیال رکھنا جیسے اس پر فرض تھا اسے شروع سے معلوم تھا ایزل اس کی کزن ہے۔۔ کچھ بڑے ہونے پر وہ اپنے دل میں ایزل کے لئے جذبات پیدا ہوتے محسوس کرنے لگا یہی بات اسے خود سے خفا کرتی تھی اتنی چھوٹی سی عمر میں کسی کو دل دے بیٹھنے کی کیا جلدی تھی۔۔ لیکن بھرے بھرے گالوں والی ایزل تھی ہی اتنی پیاری کہ اسے دیکھ کر ہی پیار خود باخود ہونے لگتا تھا۔۔۔

ایزل کو معلوم تھا وہ اس کی خالہ امی ہیں۔۔ وہ دونوں اس کے کزن ہیں۔۔ اپنی خالہ کے لاکھ کہنے پر بھی ایز

ایزل نے شافع کو بھائی نہیں کہا تھا۔۔ شافع نام جو بچپن سے زبان پر چڑھا تھا وہ اب تک زبان پر ہی دھرا تھا۔۔

آہستہ آہستہ شافع اور ایزل سیڑھیوں سے اتر آئے تھے۔۔ شافع ایزل کو اپنے کمرے میں لے آیا تھا۔۔ کیونکہ جیسی ہی وہ اُسے اِس کے کمرے کی جانب جانے کا اشارہ دینے لگا ویسے ہی اماں جان کی آنکھ کھل گئی تھی۔۔

"شافع تم نا ہوتے تو میں خالہ امی کے ہاتھوں ماری جاتی۔" وہ لمبی بھرتی تین بل ڈلی چٹیا کو آگے کرتی ہوئی بولی۔۔ "شرم کرو ایزل یہ وقت عبادت کا ہے تم ناول پڑھ رہی ہو جا کر سو نہ جانا تہجد پڑھنا۔۔ میرے لئے دعا کرنا جاب مل جائے۔۔ ورنہ تمہیں عید پر شاپنگ کون کروائے گا۔۔" وہ اپنی جاب کو لیکر حد درجہ پریشان تھا۔۔ ویسے ہی مہنگائی کی چکی میں پستی ہوئی غریب عوام اوپر سے بے روزگاری کا بڑھتا ہوا رجحان ایسے میں شافع چودہ جماعت پاس کرنے کے بعد بھی ابھی تک اچھی نوکری نہیں ڈھونڈ سکا تھا۔۔ شام میں فروٹ کے ٹھیلے پر جا کر ایک بزرگ کی مدد کر کے نیکی کما لیا کرتا تھا۔۔ وہ پیسے دیتے تو انہیں منع کر دیا کرتا تھا۔۔ رات میں ٹیوشن پڑھا کر کچھ پیسے مہینے کے آخر میں اماں کے ہاتھ پر رکھ دیا کرتا تھا۔۔ مشکل سے چلتی اس زندگی میں وہ بس چند ہزار کی ایک جاب چاہتا تھا۔۔

" مجھے تم کہیں سے بھی عید کی شاپنگ کرواؤ گے ہر سال کرواتے ہو۔۔ جاب لگے یا نا لگے۔۔ سمجھے۔۔" وہ انگلی اٹھا کر شافع کی جانب کرتی دھمکی دینے لگی۔۔ شافع ہولے سے ہنس دیا۔۔ "اوکے میڈم آپ کا حکم سر آنکھوں پر۔۔" وہ گردن حکم ماننے والے انداز سے جھکاتے ہوئے بولا تو ایزل بھی ہنس دی۔۔ شافع نے باہر جھانکا اماں جان تہجد کی نماز ادا کر رہی تھیں۔۔

" اپنے جہان بھائی کو چھوڑو اور کمرے میں پہنچو سلام پھیرتے ہی اماں جان نے تمہارے کمرے کا رخ کرنا ہے۔۔" وہ آنے والے وقت سے پہلے سے آگاہ کرتے ہوئے ایزل کو باہر بھیجتے ہوئے خود ڈھال بن کر کمرے تک چھوڑ آیا اور پھر وضو کر کے واپس کمرے میں پہنچ گیا۔۔ نماز کے لئے نیت باندھ لی۔۔ دوسری طرف ایزل نے موبائل اور کتاب کو ٹیبل پر پٹخا اور چادر تان کر لیٹتے ہی سو گئی۔۔ شافع کی سیکھائی اتنی ساری باتیں وہ نیند پوری کر کے اب ضائع کر رہی تھی۔۔

اماں جان سلام پھیرنے کے بعد اٹھیں اور دونوں کے مشترکہ کمرے کی جانب رخ کرتے ہوئے دونوں کے سروں پر پہنچ گئیں۔۔ "اٹھ جاؤ، نیستی پھیلاتی رہتی ہو دونوں نماز کا وقت ہو گیا ہے اٹھو۔۔" وہ دونوں کو ہلاتی ہوئی مسلسل بول بھی رہیں تھیں۔۔ ایزل ابھی سوئی تھی ٹس سے مس نہیں ہوئی۔۔ جبکہ تیسری آواز پر آرومہ اٹھ بیٹھی تھی۔۔ اپنا چشمہ ڈھونڈنے کے بعد آنکھوں پر لگاتے جمائی روکتی باہر نکل آئی تھی۔۔ وضو کرنے کے بعد کمرے میں پہنچی جہاں ایزل پر اماں جان کی آواز کا کچھ اثر نہیں ہوا تھا۔۔ وہ ویسے ہی سوئی ہوئی تھی۔۔ آرومہ کے لاکھ کوشش کے باوجود بھی آرومہ اسے اٹھانے میں ناکام ٹھہری تھی۔۔ وہ تینوں تہجد پڑھنے کے بعد صحن میں پڑے پلنگ پر بیٹھ چکے تھے۔۔۔ "ایزل ابھی تک نماز پڑھ رہی ہے۔۔۔؟" شافع نے قرآن پاک کو چومنے کے بعد آرومہ سے پوچھا۔۔ "نہیں سو رہی ہے۔۔ "آرومہ جواب دیتی جلدی سے قرآن پاک کھول کر بیٹھ گئی۔۔ اماں جان سحری کے لئے آٹا گوندھنے میں مصروف تھیں۔۔ جبکہ وہ دونوں تہجد کے بعد قرآن پاک کی تلاوت کیا کرتے تھے جس میں کبھی کبھی ایزل ساتھ دے دیا کرتی تھی۔۔

"یہ لڑکی ناجانے کب سدھرے گی نا دین کی خبر ہے کوئی نا دنیا کی پرواہ۔۔" اماں جان کی آواز نے دونوں کو متوجہ کیا تھا۔۔ واقعی وہ اپنی بھانجی کی ضدی پن سے بہت تنگ تھیں۔۔ آرومہ تیز رفتاری سے تلاوت کر رہی تھی۔۔ اسے اپنے بھائی سے آگے نکلنے کی بہت جلدی تھی۔۔ شافع دیکھ کر مسکرانے لگا۔۔ وہ بلند آواز میں تلاوت کرتا سحر ساطاری کر رہا تھا جبکہ آرومہ ہلکی آواز میں زیر لب تلاوت میں مشغول تھی۔۔۔

سحری سے پندرہ منٹ پہلے شافع نے ایزل کو اٹھا کر بیٹھا دیا تھا۔۔ "کیوں اماں جان سے ڈانٹ سننے والے کام کرتی ہو ایزل۔۔؟"

وہ بیچارگی سے جتنا اسے ڈانٹ سے بچانے کی کوشش کرتا تھا وہ اپنے لئے خود ڈانٹ کو مختص کیا کرتی تھی۔۔

"خالہ امی کو موقع چاہئیے ہوتا ہے بس۔۔" وہ انگڑائی لیتی الٹا انہیں ہی ہر بات میں قصوروار سمجھتی تھی۔۔

"بعد میں سب کے قصور گنوا لینا سحری کر لو ٹائم ختم ہونے والا ہے۔۔" وہ ٹرے اس کی جانب بڑھاتا ہوا ٹرے اس کی گود میں رکھ گیا۔۔ پراٹھا اور چائے کی شوقین ایزل نے شافع کی بات سن کر جلدی جلدی کھانا شروع کیا۔۔ شافع سحری کر چکا تھا بس ایزل کو کروانا چاہتا تھا جس میں وہ پچھلے تیس منٹ سے کوشش میں لگا ہوا تھا اور اب کامیاب ہوا تھا۔۔ اس کے کھانے کے بعد شافع پانی کا گلاس اس کی جانب بڑھا کر خود بھی حلق سے جلدی جلدی پانی کے گھونٹ اتارنے لگا۔۔ اذان ہونے میں بس کچھ ہی منٹ باقی تھے۔۔۔ "شافع تم شادی مت کرنا۔۔" اچانک ایزل کی بات پر شافع کو پانی کا پھندہ لگ گیا۔۔ وہ کھانستے ہوئے ایزل کو دیکھ رہا تھا جو پریشانی سے اس کی بیک پر چماٹ رسید کر رہی تھی۔۔

"تم مجھے مار رہی ہو یا بچا رہی ہو۔۔؟" وہ کمر پر ہاتھ رکھ کر آنکھوں کی نمی کو صاف کرتے ہوئے پوچھ رہا تھا۔۔

"میں تو کمر سہلا رہی تھی تم ہی کھانس رہے تھے۔۔" وہ منہ بناتی روٹھ کر بیٹھ گئی۔۔ "اچھا شادی کیوں نہیں کروں میں۔۔؟" وہ جس بات پر پچھلے کچھ منٹ اذیت میں رہا تھا اُس بارے میں پوچھنے لگا۔۔

"کیونکہ پھر میرا خیال کون رکھے گا۔۔؟ میرا شہزادہ مجھے لینے بعد میں آئے گا ناں میں ابھی چھوٹی ہوں۔۔" وہ مزے سے آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے بتا رہی تھی۔۔

"میں اس لئے شادی نا کروں کہ تمہارا خیال نہیں رکھ پاؤں گا۔۔؟" وہ ہنس کر پوچھ رہا تھا ایزل نے معصومیت سے سر ہلا دیا۔۔ "کیا معلوم میرا جیسا خیال رکھنے والا تمہیں مل جائے پھر۔۔؟"

وہ پوچھ کر اسے دیکھنے لگا۔۔ جہاں وہ کچھ سوچ رہی تھی دور سے اذانوں کی آوازیں آنے لگیں تھیں۔۔ "ہاں لیکن وہ امیر ہو۔۔ مجھے روز گفٹ دیا کرے۔۔بڑی سی گاڑی میں گھمایا کرے۔۔ مجھے بہت سارے ملکوں کی سیر کروائے۔۔اور جہان کی طرح۔۔

" وہ بول رہی تھی شافع کے دل میں ہوتی چبھن نے اسے مزید بولنے سے روکا۔۔ "

بس بس اسٹاپ کرو نماز کا وقت ہو گیا ہے۔۔" وہ بوجھے دل سے وہاں سے اٹھ آیا تھا اور برتن سنگھ میں ڈال کر باہر مسجد کی جانب بڑھ گیا۔۔ دل میں ابھی تک ہوک سی اٹھ رہی تھی۔۔ایزل کو شہزادے کے نام پر کئیرنگ سے زیادہ امیر ہمسفر کی تلاش تھی۔۔ وہ امیر نہیں تھا۔۔ نا ہی اس کی خواہشات کو پورا کر سکتا تھا لیکن پھر بھی اس کی خواہش پر اس نے آمین کہا تھا۔۔ محبت چیز ہی ایسی تھی کہ اپنے محبوب کو خوش دیکھنے کے سوا کوئی اور چاہ ہی نہیں کرتی تھی۔۔

ایزل نے بڑی مشکل سے جمائی روک روک کر نمازِ فجر ادا کی تھی۔۔

اور فوراً آتے ساتھ ہی بیڈ پر دبک کر سو بھی گئی تھی۔۔ جبکہ آرومہ کچن میں برتن دھو رہی تھی۔۔ اماں جان سحری سے فارغ ہو کر قرآن پاک کی اب تلاوت کر رہی تھیں۔۔

پہلا عشرہ اپنے اختتام کو پہنچ چکا تھا بہت مشکل سے ایزل کا عبادات میں دل لگتا تھا۔۔ شافع اور اماں جان ہمیشہ کی طرح سمجھاتے سمجھاتے تھک جاتے تھے۔۔ جبکہ اماں جان کا اکثر پارہ ہائی بھی ہو جاتا تھا۔۔ جس پر شافع ہمیشہ کی طرح ایزل کو ڈانٹ سے بچاتا تھا۔۔ کئی جگہ انٹرویو دینے کے بعد بھی شافع کو اچھی جاب تو کیا کوئی جاب ہی مل کر نہیں دے رہی تھی۔۔

"اماں جان یہ ابا جان کے ڈیفینس والے دوست ایاز انکل کا نمبر ہے ناں۔۔؟" وہ کی پیڈ موبائل ہاتھ میں تھامے اماں جان کی جانب موبائل کئے نمبر دیکھا کر پوچھ رہا تھا۔۔

"لگ تو انہی کا رہا ہے۔۔ اتنے سال بعد کیسے یاد کر لیا۔۔؟" وہ خود حیران ہوتی ہوئی پوچھ رہیں تھیں۔۔ ان کے شوہر اور وہ ایک فیکٹری میں ملازم تھے۔۔ قسمت نے ان کے دوست ایاز صاحب کا کچھ خاص ساتھ دیا تھا جس کی وجہ سے وہ باہر کے ملک میں ملازم لگ گئے تھے جبکہ ان کے میاں یہیں کے ملازم رہے اور روکھی سوکھی زندگی صبر شکر کے ساتھ بسر کرتے رہے۔۔ انتقال کے وقت جو ایاز صاحب ان کے چھوٹے سے گھر میں آئے تھے اس کے بعد سے ان کا آج تک کچھ معلوم نہیں تھا۔۔

"نا جانے کیوں کر رہے تھے کال میں تراویح پڑھ رہا تھا موبائل سائیلنٹ پر تھا دیکھ نا سکا۔۔ اب دیکھا ہے۔۔۔ دوبارہ کال آجائے پھر بات کرتا ہوں کہیں کوئی مسئلہ نا ہو۔۔" ہمیشہ مدد کے لئے تیار رہتے

شافع نے یہی سوچا تھا کہیں انہیں کسی قسم کی مدد درکار نہ ہو۔۔ بھائی آپ کمال کے بندے ہیں اس دور میں کی پیڈ موبائل لئے گھوم رہے ہیں جب کہ اپنا ٹچ موبائل ایزل کو دے رکھا ہے۔۔" آرومہ چشمہ ناک پر درست کرتی ہوئی کبھی کبھی اپنے بھائی کی سخاوت پر حیران اور پریشان دونوں ہو جاتی تھی۔۔ "اگر اسے دیا ہے تو تمہیں بھی دیا ہے۔۔" شافع نے گھورتے ہوئے یاد دلایا۔۔ "ہاں آپ ہم دونوں کو ہی ساتھ ساتھ دلاتے ہیں چیزیں۔۔" وہ مسکرا کر بولی تو شافع نے سر پر ہاتھ مارا۔۔ اندر کمرے میں ایزل اماں جان کی کلاس لینے کے بعد نمازِ عشاء ادا کر رہی تھی۔۔

سب کے سونے کے بعد وہ آرومہ کو لئے اوپر چلی آئی تھی۔۔ "تم جن ہو لیکن مجھے کیوں جگا رہی ہو۔۔ تہجد میں اٹھنا ہے۔۔" وہ منہ بسور کر کہتی ہوئی پلنگ پر دھپ سے بیٹھ گئی۔۔ "سو جانا اور پڑھ لینا نماز بھی۔۔ میرے لئے دعا کرنا کوئی شہزادہ بڑی سی کار میں آ کر مجھے لے جائے۔۔" وہ گول گول گھومتی ہوئی آرومہ کو نیند میں جھولتے ہوئے دیکھ کر کہہ رہی تھی پھر اس کے ساتھ بیٹھ گئی۔۔ "کیا کہہ رہی ہوں میں۔۔ کرو گی ناں یہ دعا۔۔؟" وہ اپنی بات کا جواب نا ملنے پر دوبارہ پوچھ رہی تھی۔۔ "ہاں کروں گی بس ابھی سونے دو۔۔ جب تہجد میں اٹھوں گی پھر ہی کر سکتی ہوں پلیز میری پیاری سی بہن سونے دو ۔" وہ نیند سے مخمور آنکھوں سے منت سماجت کر رہی تھی۔۔ "جاؤ آرو سو جاؤ۔۔" شافع نے آ کر آرومہ کی جان ایزل سے چھڑوائی۔۔

وہ اپنے بھائی کے آ جانے پر خوشی سے اچھل کر فوراً نیچے کمرے میں بھاگی۔۔

"نیند نا آیا کرے مجھے بلا لیا کرو بچی کو پریشان کرتی ہو۔۔" وہ اپنی بہن کی لال آنکھوں کو دیکھ کر ایزل سے بولنے لگا۔۔

"وہ میری بھی کچھ لگتی ہے۔۔" وہ برامانتے ہوئے فوراً تڑخ کر بولی۔۔۔ "معلوم ہے لیکن افطاری بنا کر اور کام کر کے تھک جاتی ہے۔۔" وہ مزید اس کے لئے بولا تھا۔۔ "تم کہنا چاہتے ہو میں کام چور ہوں۔۔؟" وہ اس کے بالکل سامنے کھڑے ہوتے ہوئے پوچھ رہی تھی۔۔ نظروں میں غصہ تھا۔۔ "نہیں۔۔ میں تمہارے کام کرنے یا نا کرنے پر کچھ نہیں کہہ رہااماں جان کو لگتا ہے وہ تمہیں کام کا کہیں گی تو تمہیں لگے گا تم ان کی بھانجی ہو بیٹی کو بیٹھا کر بھانجی کو کام میں لگائے رکھتی ہیں۔۔اس لئے تمہیں کام کا نہیں کہتی ہیں۔۔" وہ اپنی اماں جان کی فطرت سے واقف تھا دنیا جو کہے لیکن وہ بھانجی کی نظروں میں ماں رہنا چاہتی تھیں۔۔

کبھی کبھی غصہ ہو جاتی تھیں لیکن کام وہ آرومہ سے ہی لیتی تھیں۔۔ "میں آرومہ کی ہیلپ کر دوں گی اب۔۔" وہ سمجھ کر بس اتنا ہی بولی تھی۔۔

"دل چاہے تو کرنا ورنہ کوئی زبردستی نہیں ہے۔۔" وہ کسی پر اپنی مرضی تھوپنے والا شخص بالکل نہیں تھا۔۔

"میری نوکری لگ جائے پھر تمہارا ایڈمشن بھی اچھی یونی میں کروادوں گا۔۔" وہ جانتا تھا اسے پڑھنے کا شوق ہے لیکن حالات کے ہاتھوں مجبور ہو کر اماں جان نے دونوں کی تعلیم کور کوا دیا تھا۔۔

"اب مجھے میرا شوہر ہی پڑھوائے گا۔۔" وہ ناول کو پڑھتے پڑھتے اب ناول جیسے خواب بننے لگی تھی۔۔ "تم ابھی اتنی بڑی نہیں ہوئی ہو کہ شادی ہو جائے تمہاری ایزل۔۔" وہ ابھی سے شادی کے خواب دیکھنے لگی تھی۔۔ کچی عمر میں ناول نے اسے صحیح پاگل کر دیا تھا۔۔

"کیا معلوم کوئی ہینڈسم نوجوان کل ہی میرا رشتہ لے آئے اور خالہ امی مان جائیں۔۔اور عید پر میری رخصتی ہو جائے۔۔"

وہ سارے خواب سجائے بیٹھی اسے سنا رہی تھی۔۔شافع حیران ہوا۔۔"اب سے ناول لا کر نہیں دوں گا عجیب عجیب خواب دیکھنے لگی ہو۔۔ چلو نیچے اور سو جاؤ۔۔" وہ کہتے ہوئے ایزل کے کچھ بھی کہنے سے پہلے نیچے لے آیا تھا۔۔ وہ منہ بناتی ناراض ہوتی اپنے کمرے میں جا کر لیٹ کر وہی خواب بننے لگی۔۔ کچی عمر کے ورغلانے والے خواب۔۔

ایاز صاحب نے دوبارہ شافع سے رابطہ کرنے کی کوشش کی تھی جس میں وہ کامیاب بھی ٹھہرے تھے۔۔

شافع اماں جان کے پاس بیٹھا اب انہیں فون کرنے کی وجہ بتا رہا تھا۔۔

"اماں جان ایاز صاحب چاہتے ہیں میں اُن کے لئے یہاں کچی آبادی میں گھر تلاش کروں۔۔ وہ بتا رہے تھے جس بنگلے میں وہ رہتے تھے اُسے بیچنا پڑ رہا ہے ان کے کاروبار میں مسلسل نقصان ہو رہا ہے۔۔"

شافع فکر مندی سے بتا رہا تھا۔۔۔اماں جان کے دل میں بھی فوراً سے نیکی کا جذبہ پیدا ہوا۔۔۔کسی مجبور کی مدد کرنا جیسے ان ماں بیٹے کی گھٹی میں شامل تھا۔۔ایاز صاحب نے مکمل معاملہ نا بتاتے ہوئے بس اوپر اوپر سے کچھ کچھ بتا دیا تھا۔۔

"ان سے کہنا ہمارے گھر آ جائیں۔۔ اور بیٹا تم اُن کے لئے اُن کے ساتھ جاکر گھر ڈھونڈ لینا۔۔" وہ سوچتے ہوئے شافع سے بول رہی تھیں۔۔ شافع کی بات سن کر وہ فوراًسے ان کے لئے فکر مند ہو گئیں تھیں۔۔ ان کا بس نہیں چل رہا وہ فوراًانہیں بلوا کر خدمت کرنا شروع کر دیں۔۔

"جی اماں جان میں بات کرتا ہوں اُن سے۔۔ شاید اُن کا ایک بیٹا ہے اور ایاز انکل اور ان کی بیگم ہم ایڈجسٹ کرلیں گے۔۔" وہ چھوٹی سی فیملی کا سوچ کر پر سکون تھا۔۔ "ہاں یہ بھی ٹھیک ہے۔۔ تم اور ان کا بیٹا ایک کمرے میں سو جانا اور ان کی بیگم اور ایاز صاحب کو ہم آرو اور ایزل کا کمرہ دے دیں گے۔۔ اور ان دونوں کو اوپر بھیج دیں گے۔۔"

ایزل نے سر سے ڈوپٹہ اتارتے ہوئے آخری بات سنی تھی۔۔ وہ نماز پڑھ کر سیدھا صحن میں چلی آئی تھی جہاں وہ دونوں باتیں کر رہے تھے جبکہ آرومہ کمرے میں ابھی تک وظائف پڑھنے میں مصروف تھی۔۔ "خالہ امی میں اور آرو اوپر کیوں جائیں جو مہمان آئیں گے انہیں بھیجیں مچھروں کے پاس۔۔" وہ منہ بناتی ہوئی سیڑھی پر بیٹھ گئی۔۔ ارومہ بھی کچھ دیر بعد تمام بات سمجھتی ہوئی افسردہ ہوتی اُس کے پاس جاکر بیٹھ گئی۔۔ "میں اپنا کمرہ دے دیتا لیکن پھر ان کا بیٹا کہاں جائے گا۔۔ اِس لئے ایڈجسٹ کرنا پڑے گا۔۔" شافع نے پریشان سے بیٹھی ایزل کو دیکھ کر کہا۔۔ وہ اپنا کمرہ دینے سے دریغ نہیں کرتا لیکن پھر اُن کے بیٹے کو ساتھ اوپر لے جاکر سونا پڑتا یہ اچھی بات نہیں تھی۔۔ "ہم دونوں اوپر ناول پڑھیں گے اور شیبہ آپی سے باتیں کریں گے پاگل اچھا چانس ہے۔۔" ارومہ نے کان میں کھسر پھسر کرکے آئزل سے کہا جس کی آنکھیں یہ سن کر خوشی سے پھیل گئیں۔۔ "ٹھیک ہے اب مہمان کے لئے اتنی قربانی

میں اور آڑو تو دے ہی سکتے ہیں.. کیوں آڑو۔۔؟" بہت ہی کوئی بے چارے سے لہجہ میں منہ بنا کر ایزل نے ارومہ کا چشمہ اتار کر آنکھ مارتے ہوئے اس سے پوچھا۔۔ارومہ تپ کر اسے دیکھنے لگی۔۔

"پہلی دفع ہماری کسی بات سے ایزل نے اتفاق کیا ہے۔۔" اماں جان نے کافی حیرت سے یہ بات کہی تھی جس پر شافع نے سمجھتے ہوئے دونوں کو گھورا تھا وہ سمجھ چکا تھا دونوں اوپر بیٹھ کر شغل کریں گی۔۔

"اماں جان سو جائیں اوپر چلتے ہیں آج شیبہ آپی سے پوچھیں گے ان کا کزن بڑا چھپا رستم نکلا شادی کا پیغام ہی بھیج دیا۔۔"

ارومہ نے شافع اور اماں جان کو بات کرتے ہوئے دیکھا تو ایزل کے کان میں گھس کر کافی راز کی بات بتائی۔۔ "شیبہ آپی بھی کم نہیں ہیں میں تو جانتی تھی یہ اویس بھائی جو اتنا آتے ہیں ان کے گھر ضرور کوئی چاند چڑھے گا۔۔" وہ کسی بڑی اماں کی طرح طنز کر رہی تھی۔۔ "ہمیں بس ان کی لو اسٹوری سننی ہے بہت پڑھ لئے ناول ۔۔" ارومہ تو بس جلدی سے شیبہ کے پاس پہنچ کر ہر راز جان لینا چاہتی تھی۔۔ "چشمش تم بھی تجسّس کی ماری عورت ہو صبر کر لو شیبہ آپی کی کلاس لیکر سب راز جانیں گے۔۔" ایزل منہ پر ہاتھ پھیر کر ارومہ سے کہہ رہی تھی۔۔ وہ اس کے عجیب و غریب نام لینے پر چڑ کر رہ گئی۔۔ وہ ایسے بچپن سے اُس کے بھولے پن کا فائدہ اٹھا کر الٹے سیدھے نام رکھ دیا کرتی تھی۔۔ وہ بس منہ پھلا کر بیٹھ جاتی تھی نا لڑتی تھی نا جھگڑتی تھی۔۔ وہ سادہ لوح طبیعت کی تھی جب کہ ایزل لڑاکا طیارہ بنی رہتی تھی۔۔اپنی بات منوا کر ہی چھوڑتی تھی۔۔

وہ دونوں بیٹھی باتیں کرتی اماں جان اور شافع کے سونے کے انتظار میں تھیں۔۔

شافع دس بجے کے قریب جاکر سو گیا تھا۔۔ جبکہ اماں جان تسبیح کے دانے گراتے گراتے سو چکی تھی۔۔ ایزل اور ارومہ نے باہر جھانک کر اندھیرے میں شافع کے کمرے کی سمت دیکھا اور اماں جان کے پاس پہنچ کر ہاتھ ہلا کر انہیں تسلی سے دیکھا تھا کہ اماں جان سو چکی ہیں یا ان دونوں کی کلاس لینے کے لئے جاگ رہی ہیں۔۔ دونوں تسلی کرتی موبائل ہاتھ میں لئے سیڑھیاں چڑھتی ہوئی اوپر پہنچی تھیں۔۔ برابر والوں کی دیوار پر چڑھ کر ایزل نے بیٹھ کر ہلکی آواز میں پکارنا شروع کیا۔۔ "شیبہ آپی۔۔" ایزل ہلکی آواز میں تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد پکار رہی تھی۔۔ شیبہ کا کمرہ ان کی چھت کے بالکل دوسری طرف تھا۔۔ "لگتا ہے سو گئیں ہیں۔۔ اب تو نیند بھی اچھے سے آتی ہو گی۔۔ اویس بھائی ہی آتے ہونگے خواب میں۔۔" ارومہ نے اُس کی پکار پر جواب نا ملنے پر ایزل سے کہا۔۔ "چشمش تمہیں بھی مل جائے گا جلد ہی کوئی صبر کرو پھر تم بھی کسی کے خیال میں غرق رہنا۔۔" وہ اُسے گھور کر دیکھتے ہوئے مزید اونچی آواز میں پکارنے لگی۔۔ "شیبہ آپی۔۔" ایزل کی گیارہوں پکار پر وہ دوڑتے ہوئے چھت کی دوسری طرف پہنچ چکی تھی۔۔

"تم دونوں کو اتنی رات میں بھی سکون نہیں ہے۔۔ کیا ہوا۔۔؟ ابھی کوئی اٹھ گیا ناں ہم تینوں کی کلاس لگے گی۔۔" شیبہ نے آتے ساتھ اُن دونوں کو جھاڑا تھا جو اُسے گھورنے میں مصروف تھیں۔۔ "ایسے کیا دیکھ رہی ہو۔۔؟" آرام سے وہ چھت کے راستے سے ہی ان کے گھر کی چھت پر آگئی تھی اور دونوں کے ساتھ پلنگ پر بیٹھتی ہوئی پوچھ رہی تھی۔۔ "یہ اویس بھائی بڑے مجنوں نکلے۔۔ آپ نے بتایا بھی نہیں۔۔" ایزل نے گھورتے ہوئے ہاتھ کمر پر ٹکا کر کلاس لینا شروع کی۔۔ وہ اب سمجھی تھی

دونوں کو اُسے بلانے کی اتنی جلدی کیوں تھی۔۔ شیبہ سمجھتے ہوئے ان دونوں کے غصے بھری نگاہ پر ہنستے چلے گئی۔۔

"یہ وجہ ہے۔۔ تم دونوں کو تجسّس نے یہاں آنے پر مجبور کیا ہے۔۔قسمے وہ تو پورے مجنوں ہیں۔۔" وہ ہنستے ہوئے دونوں سے آہستہ آواز میں بات کر رہی تھی دونوں کے گھروں میں چھت پر بات کرنے کی آوازیں نیچے تک جاتی تھیں۔۔ "پھر بتائیں ناں ہمیں بھی کیسے اسٹارٹ ہوئی لووا سٹوری۔۔؟"

ارومہ کو شاید ان پر کوئی کہانی لکھنی تھی فوراًاے ٹو زیڈ اسٹوری سننے کو بے قرار سی تھی۔۔

"پتہ نہیں کہاں سے ہوئی میں خود حیران ہوں جب انہوں نے مجھے بتایا بچپن سے پسند کرتا ہوں۔۔" شیبہ نے شرمیلی مسکراہٹ کے ساتھ دونوں کو بتانا شروع کیا۔۔ احساسات چہرے پر خون جھلکانے لگے تھے۔۔۔ دونوں پر شوخ نظروں سے دیکھتی ہوئی مزید سننا چاہتی تھیں۔۔

"مطلب بچپن کا پیار ہیں آپ ان کا۔۔؟ پھر کب آپ کو دلہن بنا رہے ہیں۔۔؟" ایزل نے ہاتھ کو تھوڑی پر ٹکا کر پوچھا۔۔

"بس عید پر تاریخ جائے گی اُس کے بعد شادی ہے۔۔ مجھے تو ابھی تک یقین نہیں آتا خاندان کا اتنا گڈ لوکنگ اور کیئرنگ بندہ مجھے ملنے والا ہے۔۔" وہ خود اپنی قسمت پر رشک کرتی ان دونوں پر اپنے جذبے آشکار کر رہی تھی۔۔۔

یہ تینوں بچپن سے ساتھ ساتھ رہتے تھے جبکہ شیبہ ان دونوں سے کافی بڑی تھی۔۔ لیکن دونوں چھوٹی ہونے کے باوجود بھی دوستی میں شیبہ کو بہن اور دوست دونوں سمجھتی تھی۔۔

NOVEL IN URDU

"ایزل تمہیں تو کوئی بھی بندہ مل جائے گا تم اتنی پیاری سی ہو مجھے اپنی چشمش کی فکر ہے اس کا چشمہ سنبھالنے والا نا جانے کہاں ہو گا۔۔"

شیبہ نے ارومہ کا چشمہ اتار کر اسے چھیڑا۔۔ وہ دونوں اسے بہت تنگ کرتی تھیں جب بھی ان تین کی محفل سجتی تھی۔۔

"اِس کے لئے میں اچھا سا لڑکا دیکھوں گی یہ پاگل ہے کسی کو بھی ہاں کر دے گی۔۔ میں شافع کو جو رشتہ پسند نہیں ہو گا اس میں سو برائی بتا کر منع کروا دوں گی۔۔"

وہ فیصلہ کن لہجے میں اپنی آنے والی کاروائی سے آگاہ کر رہی تھی۔۔ "ہاں تم ہی دیکھنا اس کے لئے یہ تو بدھو ہے۔۔ ہماری معصوم سی آڑو۔۔" وہ گلے لگاتی ارومہ کو پیار کر رہی تھی وہ دونوں شیبہ کو بہنوں کی طرح عزیز تھی۔۔

"ویسے آپ اور اویس بھائی چھپے رستم نکلے ہیں۔۔"

ایزل نے شیبہ پر دوبارہ طنز کیا جس پر وہ ہنسنے لگی۔ "ویسے تم بھی ارد گرد نظر رکھا کرو کہیں تمہیں بھی کوئی دل نا دے بیٹھا ہو اور چھپکے چھپکے تمہیں چاہنے کی گستاخی کر رہا ہو۔۔" وہ پہیلی میں بات کرتی ایزل کو چونکا گئی۔۔ "آپ کس کی بات کر رہی ہیں شیبہ آپی۔۔؟" وہ متجسس سی قریب ہوتی ہوئی پوچھنے لگی۔۔ ارومہ نے ہر کام میں آگے بولتی لڑتی جھگڑتی ایزل کی پشت کو گھورا۔۔ وہ اُس کے بھائی کو ہی سمجھنے میں نادان کیوں ٹھہری تھی۔۔ "یہ بتانے والی بات نہیں ہوتی ہے محسوس کرنے والی ہوتی ہے۔۔ پاگل۔۔" وہ اس کے سر پر ہاتھ مارتی ہوئی جمائی لیتی اٹھ کھڑی ہوئی۔۔

"میں چلتی ہوں نیند آرہی ہے۔۔اویس سے بات کررہی تھی۔۔جب تم نے بلالیااب وہ ناراض ہوگئے ہوں گے۔۔"

شیبہ کے بولنے پر دونوں نے ہم آواز ہوکر "اوئے ہوئے "کی ہوٹنگ کسی تھی جس پر وہ ان دونوں سے جان بچاتی ہوئی بھاگ نکلی تھی۔۔

"ہائے چشمش اپنی قسمت میں نہ ہیرو ہے نہ پڑھائی۔۔" ایزل نے حسرت سے پاؤں پھیلا کر بیٹھتے ہوئے ارومہ سے کہا۔۔ "کیاپتہ تمہاری قسمت میں ہی سب سے کئیرنگ بندہ ہو۔۔"

وہ مسکرا کر کہتی اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔ جبکہ شیبہ اور ارومہ کی پہیلی میں کی گئی باتوں پر ایزل تپ کر رہ گئی تھی نا جانے وہ دونوں کس کی بات کررہی تھیں۔۔شافع کا خیال دور دور تک ایزل کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا۔۔

کتنی دیر سوچ سوچ کر ایزل تھکتی نیچے آگئی تھی۔۔اسے سونا تھااور تہجد میں اپنے لئے اچھاسا ہیر و مانگنا تھا جو اسے پڑھائے اور گھمائے۔۔۔

دوسرے دن شافع نے ایاز صاحب کی فیملی کو اپنے گھر شفٹ ہونے کی دعوت دے دی تھی جس پر وہ اگلے دن ہی وہاں چلے آئے تھے۔۔دونوں میاں بیوی روزہ کھولنے سے کچھ دیر پہلے آئے تھے۔۔اماں جان انہیں دیکھ کر گڑبڑا گئیں تھیں لیکن وہ افطاری کے لئے ڈھیر سارا سامان لے کر آئے تھے تاکہ وہ لوگ پریشان نا ہوسکیں۔۔اماں جان اس بات پر خفا بھی ہوئیں تھیں لیکن انہوں نے بڑے آرام سے

ان کی خفگی دور کر دی تھی۔۔ "آپ لوگوں کا بڑا پن ہے بہن جو ہمیں میرے جگری دوست کے انتقال کے بعد بھی یاد رکھا ہوا ہے اور ہمارے برے وقت میں اپنے گھر پناہ بھی دی ہے۔۔" ایاز صاحب اتنے سال ان کی خیر خبر نا لینے پر اب صحیح معنوں میں شرمندہ ہو رہے تھے۔۔ جن رشتے داروں کے منہ پر اپنے خزانے کے منہ کھول رکھے تھے انہوں نے برے وقت میں ساتھ دینے سے انکار کر دیا تھا۔۔ اور ساتھ دے بھی کون رہا تھا وہ جن سے زندگی میں محض دو بار ملاقات کر کے انہوں نے احسان کیا تھا۔۔ ایاز صاحب جتنا پچھتاتے کم تھا۔۔

"شافع کے ابا آپ کا بہت ذکر کرتے تھے بھلا کیسے یاد نہ رکھتے آپ کو۔۔" اماں جان نے مسکرا کر ان دونوں کی جانب دیکھ کر اطمینان سے کہا۔۔ "ہم پر ہر اُس انسان نے دروازہ بند کر دیا ہے بہن جی جنہیں ہم نے اپنا سمجھا تھا، مانا تھا۔" ایاز صاحب کی بیگم نے نم آنکھوں سے ان کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بتایا۔۔ یہ دکھ بہت بڑا دکھ تھا جب اپنے ساتھ چھوڑ جاتے ہیں اور غیر ساتھ دے جاتے ہیں، سہارا بن جاتے ہیں۔۔

"برا وقت آزمائش کے ساتھ آسانیاں بھی لے کر آتا ہے۔۔ بے فکر رہیں آپ لوگ ۔۔۔ ہمارے چھوٹے سے گھر کو اپنا گھر سمجھیں۔۔ "

اماں جان تو اتنے سالوں بعد کسی کو اپنے چھوٹے سے گھر میں دیکھ کر خوش ہوئے جا رہی تھیں۔۔ "شکر تھا ایاز کا ایک پرانا نمبر ڈائری میں محفوظ تھا۔۔ ورنہ ابھی ہم کسی سڑک پر پڑے ہوتے۔۔" ایاز صاحب کی شرمندگی کم ہونے کا نام نہیں لے رہی تھی۔۔ "ہاں وہ نمبر ان کے دور کا ہی لیا ہوا تھا شافع نے اپنے پاس رکھا ہوا ہے۔۔"

اماں جان نے سر ہلا کر بتایا۔۔

"اللہ بہتر راستہ نکالنے والا ہے۔۔ آپ کے بیٹے نہیں آئے۔۔؟" اماں جان نے اِن سے پوچھا جس پر وہ مسکرا دیئے۔ "جی بس آتا ہو گا۔۔ اسے شرمندگی ہو رہی ہے اصل میں وہ کچھ کر نہیں پا رہا ہمارے لئے بس اس لئے در در پھرتا رہتا ہے راستہ نکال رہا ہے۔۔ میرے اربوں روپے میرے ایک دوست نے ہڑپ کر لئے ہیں کیس چل رہا ہے کورٹ میں دیکھتے ہیں کیا نتیجہ آتا ہے اسی کے چکر میں بس خوار پھر رہا ہے میرا بچہ۔۔"

ایاز صاحب کے بتانے پر سب کو ان کے حالات پر افسوس ہوا تھا۔۔ وہیں ان کی بیگم رونے لگیں تھیں جنہیں اماں جان حوصلہ دے رہیں تھیں۔۔ مغرب کی اذان کے وقت سب خاموشی سے روزہ کھولنے لگے۔۔ پھر ایاز صاحب اور شافع نماز پڑھنے مسجد چلے گئے۔۔

باقی خواتین نے صحن میں مسلہ بچھا کر نماز ادا کی۔۔ ارومہ نے کچن میں پہنچ کر چائے کا پانی چڑھا دیا۔۔ جب تک وہ مسجد سے لوٹتے چائے بن جانی تھی۔۔

"آڑو۔۔ مجھے لگتا ہے ان کا بیٹا ضرور ہینڈسم ہو گا۔۔" ایزل نے ارومہ کو ٹھوکا دے کر رازداری سے بتایا ۔۔ "اور تمہیں ایسا کیوں لگتا ہے۔۔؟" ارومہ نے کہنی سہلا کر پوچھا۔۔

"دیکھا نہیں آنٹی انکل شکل سے پٹھان لگتے ہیں ان کا بیٹا بھی ان پر ہی ہو گا۔۔" وہ کھوئی سی کہنے لگی۔۔

"ہونے دو ہمیں کیا ہمارے مہمان ہیں اس لئے بس اماں جان کو شکایت نہیں ہونے دینی ہے۔۔" وہ ٹھہری سگھڑ سی۔۔ اماں کی حکم کی پاسداری کرنے والی ۔۔ ان کے بیٹے میں اِس نے بالکل بھی دلچسپی

نہیں لی تھی۔۔ "اسلام علیکم ۔۔!" گمبھیر مردانہ آواز پر دونوں نے کچن کی کھڑکی سے سر باہر نکال کر دیکھا جہاں ایک خوش شکل نوجوان اماں جان کے آگے سر جھکا کر پیار لے رہا تھا۔۔ "یہ واقعی میں اچھا خاصا ہیرو ٹائپ ہے۔۔" ایزل نے تھوڑی سی مزید گردن باہر نکال کر دیکھتے ہوئے کہا۔۔ جس پر ارومہ نے اسے اندر کھینچا وہ نوجوان ایزل کو دیکھ چکا تھا۔۔

"کتنی بد تمیز ہو تم ایزل۔۔ ایسے کون دیکھتا ہے پرائے مردوں کو۔۔؟" ارومہ تو تپ ہی گئی تھی اس کی حرکت پر۔

"یہ ہمارے گھر آیا ہے تو دیکھیں گے ہی۔۔" ایزل نے بے فکری سے کہا تھا۔۔ اب گھر کے صحن میں ان دونوں کے علاوہ باقی سب بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔۔ ارومہ سلیقے سے سر پر ڈوپٹہ ڈالے چائے کی ٹرے لئے وہاں ٹیبل کھسکا کر سلام کرتی رکھ کر چلی آئی۔۔۔ "مجھے دے دیتی کم از کم ٹرے رکھتے ہوئے قریب سے شکل ہی دیکھ لیتی۔۔" ایزل نے سرد آہ بھرتے ہوئے ارومہ سے کہا۔۔ "اماں جان بلا رہی ہیں انٹرو ہو گا اب ہمارا پھر دیکھ لینا۔۔" وہ اس کے باہر جانے والی بات پر بتاتے ہوئے ساتھ بھی لے آئی تھی۔۔ "اسلام علیکم!!" ایزل نے اُس خوش شکل نوجوان کو سلام جھاڑا تھا۔۔ وہ جواب دیتا چائے کی چسکی میں غرق تھا۔۔

"یہ میری بیٹی ارومہ ہے۔۔ اور یہ میری بھانجی ایزل ہے۔۔" وہ دونوں کا تعارف کروا رہیں تھیں۔۔ ایاز صاحب نے دونوں کے سروں پر ہاتھ رکھ کر دعائیں دی تھیں۔۔ جبکہ ان کی بیگم کو ایزل کی من موہنی سی صورت بہت پسند آئی تھی۔۔ وہ دونوں کو لپٹائے پیار کرنے لگیں۔۔ ارومہ کی رنگت تھوڑی گندمی سی تھی جب کہ ایزل گوری چٹی خوبصورت تھی۔۔ ارومہ کے چہرے پر پریشانی رہتی تھی۔۔ وہ بار

بار چشمہ ٹھیک کرتی ان سب کی موجودگی میں کنفیوژ ہورہی تھی جبکہ ایزل چہک کر ان کے سوال کے جواب دے رہی تھی۔۔

"یہ ہماری اکلوتی اولاد ہیں۔۔ سکندر۔۔ یو کے سے تعلیم حاصل کی ہے بس ابھی حالات کی وجہ سے مجبور ہیں کیس کی وجہ سے کوئی جاب نہیں دے رہا ہے ہمارے بچے کو۔۔ انشاء اللہ جلد ہی ہم ان سب سے باہر نکل آئیں گے۔۔"

وہ اپنے بیٹے کی پیٹ تھپتھپا کر اُسے کانفیڈینس دے رہے تھے۔۔ وہ مسکرا دیا۔۔

"انشاء اللہ" اماں جان نے ان کی بات پر کہتے ہوئے پیار سے سکندر کی جانب دیکھا تھا۔۔

شافع سکندر کو لئے چھت پر چلا آیا تھا۔۔

"یہ ہماری چھت ہے ہمیں جب اے سی کی ہوا چاہیئے ہوتی ہے یہاں چلے آتے ہیں۔۔" شافع ہنس کر سکندر کو مسکرانے پر مجبور کر گیا۔۔ "ویسے یہ اے سی لوگوں کے گھروں میں موجود اے سی کا مقابلہ نہیں کر سکتا ہے۔۔" سکندر نے کھلے دل سے ہوا کی ٹھنڈک کو خود میں محسوس کیا تھا۔۔ یہ ایکسپیرنس کافی انوکھا اور دلچسپ تھا۔۔ پہلے جب ان کے گھر میں آیا تھا گھر دیکھ کر دکھ ہوا تھا وہ کتنے چھوٹے گھر میں رہتے ہیں لیکن پھر یہاں کی زندگی کو محسوس کر کے معلوم ہو رہا تھا اس کی روبوٹ زندگی سے کہیں بہتر یہ زندگی تھی جہاں وہ اب آیا تھا۔۔ گھر سے جڑے گھر ایک دوسرے سے دل کو جڑے رکھے ہوئے تھے ورنہ ان کے پڑوس میں کون آرہا ہے کون جارہا انہیں خبر بھی نہیں ہوتی تھی۔۔

"شافع ایزل اور ارومہ کہاں ہیں۔۔" شیبہ نے شافع کی آواز سنی تو اوپر سے جھانک کر پوچھنے لگی۔۔ "نیچے ہیں۔۔ کیوں خیریت۔۔؟" وہ اس سے دونوں کو پوچھنے کی وجہ جاننے لگا۔۔ "نہیں وہ بس عیدی آئی تھی ناں ارومہ کو بہت شوق ہے میری عیدی دیکھنے کا اُسے نیچے جانا تو بھیج دینا۔۔"

وہ شرمیلا سا مسکرا کر وجہ بتانے لگی اور فوراً سے وہاں سے ہٹ گئی۔۔ "کتنی امیزنگ زندگی ہے یار ا یہاں کی۔۔ بات کرنی ہو تو تانک جھانک کر کے بات کر لو۔۔" سکندر کافی متاثر ہو رہا تھا۔۔ شافع محض سر ہلانے لگا۔۔ وہ نیچے آئے تو ایاز صاحب کمرے میں سونے جا چکے تھے جبکہ اماں جان اور ان کی زوجہ پلنگ پر بیٹھیں پرانے قصے نکالے بیٹھیں تھیں۔۔ ارومہ اور ایزل شافع کے کمرے میں بیٹھی تھیں جب شافع سکندر کو لیئے اندر داخل ہو گیا۔۔ "تم دونوں یہاں ہو میں سمجھا شیبہ کے گئی ہوئی ہو۔۔"

شافع نے دونوں کو بیٹھا ہوا دیکھ کر جلدی سے کہا۔۔ سکندر دونوں کی موجودگی میں دروازے پر ٹک گیا۔۔ "وہاں کیوں جانا تھا۔۔؟" ایزل نے اس کی طرف دیکھ کر پوچھا۔۔

"اوہ ہاں میں بتانا بھول گیا۔۔ شیبہ کہہ رہی تھی اس کی عیدی آئی ہے تو تم دونوں کو بھیج دوں۔۔ اور کہہ رہی تھی ارومہ کو بڑا شوق ہے عیدی دیکھنے کا۔۔"

شافع ارومہ کی جانب دیکھ کر بتا رہا تھا وہ بھائی کی بات پر شرمندہ ہو گئی۔۔ دل میں شیبہ آپی کو کوسہ آخر بتانے کی ضرورت ہی کیا تھی۔۔ "ہاں اُسے سیا جی کی شاپنگ کردہ چیزیں دیکھنے کا بڑا شوق چڑھا ہے۔۔" ایزل نے جلدی سے حامی بھری تھی۔۔ "تم چپ کرو ایزل"

وہ رونی صورت بناتی اپنی کھنچائی پر تڑپ گئی تھی۔۔ "چلو چل کر دیکھتے ہیں اویس بھائی نے کیا بھیجا ہے۔۔ " وہ اسے کھڑا کرتی ساتھ چلنے کا کہنے لگی جبکہ اس کی بات پر دو منٹ میں موڈ ٹھیک کر کے وہ اٹھ کی باہر بھاگی تھی۔۔ سکندر نفی میں سر ہلاتا مسکرا دیا تھا دونوں کوئی پاگل لگ رہی تھیں جو کسی اور کی عیدی آنے پر خوش ہو رہی تھیں۔۔

وہ ان دونوں کے جانے کے بعد اندر آتا بیڈ پر لیٹ گیا۔۔ شافع کو تہجد میں اٹھنا تھا اِس لئے وہ سو گیا جبکہ باہر سے کرکٹ کھیلنے کی آوازیں آ رہی تھیں جسے سن کر سکندر کروٹ بدل بدل کر اٹھتا باہر نکل گیا۔۔ اماں جان بھی سو چکی تھیں اور دونوں اماں ابا ایزل اور ارومہ کے کمرے میں سو رہے تھے۔۔ وہ بھی لڑکوں کے ساتھ باہر کرکٹ کھیل رہا تھا اتنے وقت بعد بچپن یاد کر کے اسے اچھا لگ رہا تھا یہ سب کھیل ہلہ گلہ ان کی سوسائٹی میں بالکل نہیں ہوتا تھا۔۔ سکندر جب تک یہاں تھا ان کے رنگ میں رنگ جانا چاہتا تھا۔۔ کراچی کے پوش ایریا میں زیادہ تر عشاء، تراویح کے بعد سے سحری تک گلیوں میں ایسی ہی ہلہ گلہ اور شور شرابا رہتا تھا۔۔ سحری سے پہلے گلی محلوں کے لڑکے کرکٹ کھیل کر انجوائے کرتے تھے۔۔ بے فکری کا یہ ایک مہینہ انہیں سب سے زیادہ پسند تھا۔۔۔

"شافع جا کر یہ کنگن بیچ آ کچھ سہارا بن جائے گا رمضان میں۔۔" اماں جان نے دو سونے کے باریک کنگن اُس کے ہاتھ تھما کر کہا تھا۔۔ "اماں جان انہیں نہیں بیچیں یہ ابا جان کی آخری نشانی ہیں۔۔" شافع کو بہت زیادہ برا لگ رہا تھا وہ رات دن دھکے کھا کر بھی نوکری نہیں ڈھونڈ پا رہا تھا۔۔

"شیبہ کے گھر سے روز افطاری آجاتی ہے وہ لوگ مخلص ہیں حالات جانتے ہوئے ساتھ دے رہے ہیں لیکن ہمارے گھر مہمان آئیں ہیں کچھ تو کرنا ہوگا ورنہ تمہارے ابا کو کیا منہ دیکھائیں گے ان کے اکلوتے دوست کا خیال نہیں رکھ سکی اچھے سے۔۔" وہ شافع کی بات پر ناراضگی ظاہر کرتی ہوئی گویا ہوئیں۔۔ وہ مہمانوں کے آنے پر خوش تو بہت تھیں لیکن اچھے سے خاطر مدارت نہ کرنے کا صدمہ الگ تھا۔۔

" ٹھیک ہے اماں جان ناراض نہیں ہوں۔۔" شافع نے کنگن تھام کر مایوسی سے انہیں دیکھا۔۔ منہ دیکھائی میں ملے اماں جان کے پاس یہ واحد نشانی ابا جان کی بچی تھی۔۔ جسے وہ بیچ رہی تھیں۔۔

شافع باہر نکلا ہی تھا پیچھے سے سکندر نے اُسے پکار لیا۔۔

"شافع یہ کنگن نہیں بیچنا پلیز مجھے ایسا لگ رہا ہے ہم تم لوگوں پر بوجھ کی طرح آن پڑے ہیں۔۔"

سکندر تمام بات سن کر شافع کے پیچھے لپکا تھا.. "ایسی کوئی بات نہیں ہے۔۔ تم فکر نہیں کرو اگر تم لوگ نہیں بھی آتے مجھے یا اماں جان کو گھر چلانے کے لئے کچھ نا کچھ کرنا ہی پڑتا۔۔" وہ مسکرا کر اُسے فکر سے آزاد کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔

"یہ لو پیسے اگر مجھے اپنا بھائی دوست سمجھتے ہو منع نہیں کرنا آج ہی ایک دوست نے ادھار کے نام پر کچھ رقم دی تھی، میں ویسی بھی اِس رقم سے ہماری افطاری کا انتظام کرنے کا سوچ رہا تھا۔۔" سکندر کو واقع ہی صحیح موقع پر ادھار کے نام پر کچھ رقم مل چکی تھی۔۔ وہ اِن پر بوجھ نا بننے کی خاطر اُن کے لئے اِس رقم سے کچھ کرنا چاہتا تھا لیکن اماں جان کی بات پر وہ دکھی ہو گیا تھا۔۔

شافع پریشانی سے رقم کو دیکھتے ہوئے نفی میں گردن ہلانے لگا۔۔

"اچھا ادھار سمجھ کر رکھ لو جب جاب لگ جائے کمانے لگ جانا واپس کر دینا۔۔" سکندر کو یہ پیسے دینے کا یہی ایک راستہ سمجھ آیا تھا جس پر شافع راضی ہو گیا تھا ورنہ اُس کی آنکھوں میں موجود شرمندگی نے سکندر کو احساس دلا دیا تھا وہ کس قدر خود کو بے بس محسوس کر رہا ہے۔۔ "شکریہ لیکن میں جب واپس کروں لینا پڑیں گے۔۔؟" وہ کمتر ضرور تھا لیکن اِس قسم کے احسان لینے میں شرمندگی محسوس کرتا تھا۔۔ فلحال اُسے اماں جان کے کڑے بچانے تھے یہی راستہ بہتر تھا۔۔

" ٹھیک ہے بھائی جو حکم۔۔" سکندر نے سینے پر ہاتھ رکھے سر جھکا کر کہا۔۔ جس پر شافع مطمئن ہو گیا تھا۔۔ عجیب لوگ تھے ضرورت مند بھی تھے لیکن لینا بھی توہین سمجھتے تھے۔۔ سکندر امپریس ہوا تھا۔۔ شافع یوں ایک مسئلہ سے باہر نکل آیا تھا۔۔ وہ جتنا اپنے رب کا شکر ادا کرتا کم تھا جس نے صحیح وقت پر دوسرا راستہ دیکھا دیا تھا۔۔

"وہ نیا لڑکا کون آیا ہے تم لوگوں کے گھر؟ چھت پر شافع کے ساتھ دیکھا تھا۔" شیبہ نے عیدی دیکھاتے ہوئے ان دونوں سے پوچھا۔۔ "وہ ابا کے دوست کی فیملی ہے کچھ دن ہمارے گھر ہی رہیں گے۔۔" ارومہ نے اشتیاق سے چیزوں کو دیکھتے ہوئے بتایا تھا جبکہ ایزل یہاں بڑا سا شیشہ دیکھ کر سیلفی لینے میں مصروف تھی۔۔ "اچھا لیکن ویسے ہی شافع کا کام نہیں ہے۔۔۔ یہ بوجھ نہیں ہوں گے تم لوگوں پر۔۔؟" شیبہ نے پریشانی سے پوچھا وہ جانتے تھے اِن کے گھر کے حالات اچھے نہیں چل رہے ہیں۔۔

"اس پر اماں جان کہتی ہیں مہمان اپنا رزق ساتھ لاتے ہیں۔۔" ارومہ نے کافی سمجھداری کی بات کہی تھی۔۔

"اچھاااااا استانی صاحبہ۔۔" ناک پر پھسلتا چشمہ درست کرتے ہوئے ایزل نے ہنس کر کہا تھا۔۔ "ویسے شیبہ آپی سب کی سب چیزیں کتنی پیاری ہیں۔۔" ارومہ نے ہینڈ بیگ ہاتھ میں لٹکا کر دیکھا تھا۔۔ "ہاں سب میری پسند کی ہی ہیں۔۔" شیبہ کی مسکراہٹ اب جدا ہی نہیں ہوتی تھی۔۔ "ویسے لائف پارٹنر میں پہلی خصوصیت کیا محبت کی ہونی چاہیئے مطلب وہ محبت کرتا ہے تو آپ کا ہے۔۔؟" ارومہ نے شیبہ کے ساتھ چیزیں سمیٹتے ہوئے پوچھا تھا۔۔ "نہیں مجھے نہیں لگتا محبت ہونی چاہیئے یا ضرور ہونی ہے ہمسفر سے۔۔ میرے لئے ہر چیز سے بڑھ کر سب سے پہلے ریسپکٹ اور کیئرنگ آتی ہے۔۔۔ جب دو چیزیں ہوں گی تو لازمی ہے محبت ان دونوں لفظوں کے درمیان ہوگی۔۔" شیبہ نے ارومہ کو بتاتے ہوئے ایزل کو دیکھا جو غور سے اس کی بات سن رہی تھی۔۔ "کیا خوبصورت ہونا لازم ہے کہ اگر کوئی خوبصورت ہوگا پھر ہی کوئی اسے پسند کر سکتا ہے۔۔" ارومہ نے چشمہ اتار کر آنکھیں رگڑیں تھیں۔۔ "نہیں بالکل نہیں ایسی سوچ مت لایا کرو دماغ میں آڑو۔۔ قسمت لکھنے والے پر یقین رکھو۔۔ جن لوگوں کے لئے خوبصورتی معنی رکھتی ہے وہ رشتوں میں یہ دو چیزیں نہیں چاہتے ہوں گے میرے حساب سے پسند آنے کے لئے کوئی چھوٹی سی بات بھی کافی ہوتی ہے۔۔۔"

وہ ارومہ کو احساسِ کمتری میں گھرے دیکھ کر کافی دکھی ہوئی تھی۔۔ ناول پڑھ کر ہمیشہ خوبصورت ہیروئن کو پڑھ کر اب وہ اپنے آپ کو کمتر سمجھنے لگی تھی۔۔

"پاگل لڑکی تم تو میری بہت ہی خوبصورت سی کزن ہو۔۔ اگر کسی نے میرے علاوہ تمہیں کالی پری کہا تو ہڈیاں توڑ دوں گی۔۔" ایزل اس کے سر پر پہنچ کر غصے سے بول رہی تھی جب ارومہ کی چیخ پر اپنے گھر کی

NOVEL IN URDU

جانب چھت سے ایزل نے دوڑ لگا دی تھی۔۔ دروازہ بند ہو چکا تھا جس کی وجہ سے انہیں اب چھت کے راستے سے جانا تھا۔۔

"میں چھوڑوں گی نہیں ایزل کو روز نیا نام رکھ دیتی ہے۔۔ "منہ لٹکا کر شیبہ کو بتاتی وہ بھی اُس کے پیچھے بھاگتی تھی۔۔ شیبہ ہنس ہنس کر بے حال ہو گئی تھی۔۔ ارومہ کو یونہی وہ تنگ کر کے رلا دیتی تھی۔۔ ابھی بھی عیدی دیکھنے سے زیادہ شیشے پر ٹنگی صرف تصویریں بناتی رہی تھی۔۔ جبکہ ایک ایک چیز کا بغود جائزہ ارومہ نے لیا تھا۔۔

عید کا چاند دیکھا جا رہا تھا سب چھت پر کھڑے چاند تلاش کر رہے تھے۔۔ شافع ٹی وی کے آگے جم کر بیٹھ چکا تھا۔۔ آٹھ بج چکے تھے ابھی تک رؤیت ہلال کمیٹی کا اجلاس جاری تھا۔۔ شافع، سکندر اپنے ملک کے چاند ڈھونڈنے والے معاملے پر اپنی اپنی رائے دیتے فکر مند تھے۔۔۔ عشاء کی اذان بھی ہو چکی تھی۔۔ سب نماز کو جاتے ہوئے پریشان تھے کہ آج تراویح پڑھنی ہے یا نہیں۔۔ اجلاس کا جب تک اختتام ہوتا لوگ تراویح پڑھ کر فارغ بھی ہو جاتے تھے۔۔ کچھ سالوں سے یہ معاملہ کافی زیادہ سنگین ہو گیا تھا۔۔ شافع ، سکندر اور ایاز صاحب تراویح پڑھ کر دس بجے تک لوٹے آئے تھے۔۔ جب چاند نا دیکھنے کا اعلان کیا جا رہا تھا۔۔ ایزل خوشی سے اچھلتی ہوئی شافع کے سر پر پہنچ چکی تھی۔۔ "شافع تم نے کہا تھا چوڑیاں دلاؤ گے مجھے۔۔"

وہ سکندر کا لحاظ کئے بنا شافع کے سر پہنچ کر بول رہی تھی۔۔ وہ دونوں چھت پر بیٹھے باتیں کر رہے تھے جب ایزل پہنچ گئی تھی اپنی ڈیمانڈ لے کر۔۔

"کل لے چلوں گا روزے سے پہلے ورنہ بازار میں رش بڑھ جائے گا۔۔" وہ فوراً مانتے ہوئے ایزل کی کسی خواہش کو کبھی رد کر ہی نہیں سکا تھا۔۔ "ٹھیک ہے مجھے مہندی بھی لینی ہے آڑو سے لگواؤں گی۔۔" وہ مزید چیزیں گنوانے لگی تھی۔۔ وہ نہیں بھی لیتی شافع نے ایک ایک چیز یاد سے دلوا ہی دینی تھی۔۔ "ٹھیک ہے اور کچھ۔۔؟" وہ اس سے پہلے مزید لسٹ میں اضافہ کرتی شافع نے خود ہی پوچھ لیا تھا۔۔ "وہ یہاں مچھر بہت کاٹتے ہیں۔۔ ناول پڑھنے میں مزہ نہیں آتا۔" شافع نے پوچھ کر ہی حماقت کر دی تھی مہمان کے سامنے وہ شکایت کر رہی تھی۔۔ شافع شرمندہ ہی ہو گیا تھا۔ "مجھے بتاتی کوائل کا انتظام کر دیتا ۔۔"

وہ سکندر سے شرمندہ ہوتا اسے آنکھیں دِکھا رہا تھا۔۔ "اچھا ایک اور بات۔۔" شافع کا دل کیا ایزل کو نظروں کے سامنے سے غائب کر دے۔۔ "ناول ختم ہو گئے ہیں "تو عید میری، ہم یوں ملے، عیدِ محبت" ناول لے کر دینا عید اسپیشل ناول ہیں۔۔" وہ مزے سے آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے بولی تو شافع نے اس با شرمندہ نہ کرنے والی ڈیمانڈ سن کر پر سکون کا سانس بھرا۔۔

"کل لے چلوں گا بازار خود لے آنا اپنی مرضی کا سب کچھ۔۔" وہ جانے کا اشارہ کر رہا تھا اس دوران سب سنتے ہوئے سکندر کی پوری توجہ موبائل پر تھی البتہ کان دونوں کی باتوں پر لگا رکھے تھے۔۔ وہ جھک کر نیچے چلی آئی تھی۔۔ صحن میں چٹائی بچھائے اس پر دونوں لیٹی تاروں کو دیکھ رہیں تھیں۔۔ "بھائی کتنے اچھے ہیں ناں ہمیں ہر چیز دلا دیتے ہیں ایک بار بھی نہیں بولتے پیسوں کی تنگی ہے۔" ارومہ کی آواز پر ایزل نے اس کی جانب رخ پھیرا۔۔ "ہاں وہ ہر بات مان جاتا ہے۔۔" وہ بھی سوچتے ہوئے بول رہی تھی۔۔ جیسے ابھی اپنی ہر بات بنا پریشر دیئے منوا آئی تھی۔۔

"کاش بھائی کی جاب لگ جائے کتنے پریشان رہتے ہیں صبح فجر کے بعد سے انٹرویو پر نکل جاتے ہیں۔۔" وہ مزید پریشانی سے بول رہی تھی۔۔ ایزل جو اپنے آپ میں مست رہتی تھی شافع کی پریشانی پر اب اسے بھی فکر ہوئی تھی۔۔ "ہمیں بھی جاب نہیں کرنے دیتا ہے ورنہ ہم سہارا بن سکتے تھے اس کا۔۔" ایزل نے منہ بسور کر کہا۔۔ "وہ بس خود کے ہوتے ہوئے کسی دوسرے کو پریشان نہیں دیکھ سکتے خاص کر تمہیں۔۔" وہ لمبی سانس بھر کر کروٹ ایزل کی جانب سے بدل گئی۔۔ وہ اس کی پشت کو دیکھتے ہوئے بات سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔ وہ دونوں آج چھت پر نہیں گئیں تھی صحن میں چٹائی پر ہی سو گئیں تھیں۔۔ شافع جب کمرے میں جانے لگا ایزل کے بال کیچر میں دبا کر منہ پر سے ہٹائے ساتھ سر ٹھیک کیا۔۔ چادر اچھے سے اُڑھائی۔۔

"بتا کیوں نہیں دیتے۔۔" سکندر نے اُس کے کمرے میں داخل ہونے پر کہا جس پر وہ پہلے نا سمجھی سے دیکھنے لگا۔۔ بعد میں سمجھ آنے پر ہنس پڑا۔۔ "جب اُسے محسوس ہو گا تب ہی بتاؤں گا۔۔" وہ سر پر ہاتھ پھیرتا تھوڑا افسردہ ہوا تھا۔۔ "بتا دو شاید راستہ آسان ہو جائے۔۔" سکندر بضد ہوا۔۔ "نا بتانے سے وہ مجھے آکر ہر بات بتاتی ہے۔۔ پھر نہیں آئے گی۔۔" وہ ان کے درمیان قائم بے تکلفی کے رشتے کو ہرگز نہیں توڑنا چاہتا تھا۔۔

"ہم عید کی نماز پڑھ کر یہاں سے جا رہے ہیں۔۔ تمہارے لئے ایک اچھی جاب بھی دیکھ لی ہے۔۔ ہم کیس بھی جیت گئے ہیں۔۔" سکندر نے شافع کی اداسی پر اچانک خوش گوار سا بم پھوڑا تھا۔۔

"مطلب تمہیں تمہارا گھر مل گیا۔۔؟" وہ خوشی سے اچھل پڑا تھا۔۔ "جی ہاں۔۔ یہ سب تم سب کی دعاؤں کا نتیجہ ہے۔۔ یہ بات مجھے معلوم ہے۔۔ عید پر سب کو بتا کر سرپرائز دوں گا۔۔ اور ہم عید والے

دن ہی یہاں سے شفٹ کر جائیں گے۔۔ تمہارا احسان زندگی بھر یاد رہے گا۔۔" وہ بغل گیر ہوتے خوشی سے جھوم رہے تھے۔۔

"کیسا احسان پاگل ہو۔۔ دوستوں پر احسان نہیں ہوتا۔۔" وہ برا مانتے ہوئے بولا تو سکندر نے مسکرا کر سر ہلا دیا۔۔ وہ شکر مند ہوتا تو شافع نے ناراض ہو جانا تھا۔۔ بہتری اسی میں تھی خاموش ہی رہا جاتا۔۔۔

آخری روزہ کھلنے سے پہلے شافع ایزل کو بائیک پر لے جا کر اس کی پسند کی سب چیزیں دلا لایا تھا۔۔ جوڑا اماں جان نے سِل دیا تھا۔۔ میچنگ کی چیزیں ایزل اپنی اور ارومہ کی لے آئی تھی۔۔ ارومہ کو بازار جانا پسند نہیں تھا اِس لئے وہ زیادہ تر اپنی چیزیں ایزل سے منگوایا کرتی تھی۔۔ آخری روزہ افطار کرتے ہی سب عید کی تیاری کی طرف لپکے تھے۔۔ بازار مارکیٹ میں اتنا رش تھا کہ پیر رکھنے کی جگہ نہیں تھی۔۔ سوتی ہوئی عوام کو چاند رات والے دن ساری شاپنگ کا خیال آیا تھا اور افطاری کے فوراً بعد ہی پوری عوام امنڈ کر بازاروں مارکیٹوں میں پہنچ چکی تھی۔۔

شافع اماں جان کی دی گئی لسٹ پر بار بار دکان کے چکر کاٹ رہا تھا۔۔ اِس بار گھر پر مہمان تھے کچھ رقم ادھار لے کر عید کی تیاری اچھی سی کرنے کا سوچا تھا۔۔ جبکہ ایاز صاحب اپنے پاس موجود رقم سے اچھا خاصہ عید کے لئے انتظام کر چکے تھے۔۔ سب تیاری میں مصروف تھے۔۔ ارومہ میٹھا تیار کرتی ایزل سے تنگ آ چکی تھی جو اسے بار بار جلدی کام ختم کرنے کا کہہ رہی تھی تاکہ وہ اس سے مہندی لگوا سکے۔۔

"بس بابا یہ بن گئی ہے کھیر اب تھوڑی ٹھنڈی ہو جائے تو فرج میں رکھنی ہے۔۔" ارومہ نے کھیر کو باؤل میں انڈیل کر چینی چکھی۔۔ جو بالکل ٹھیک تھی۔۔ "اب مجھے مہندی لگاؤ۔۔" وہ ایزل کے بے صبرے پن پر اسے گھورتے ہوئے ساتھ کچن سے نکل آئی تھی۔۔ "ایزل بیٹا آپ کچھ کام کرتی ہیں یا بس ارومہ کا دماغ ہی کھاتی رہتی ہیں.. " ایاز صاحب کی بیگم جب سے آئیں تھیں یہی دیکھ رہی تھیں۔۔ کام ارومہ کرتی ہے جبکہ وہ اس کے ساتھ کھڑی باتیں ہی کرتی رہتی ہے۔۔ "میں آڑو اور شافع کا دماغ خالی کرنے کا کام کرتی ہوں۔۔" وہ کھلکھلا کر کہتی شافع کو متوجہ کر رہی تھی۔۔ ارومہ اور شافع بھی ہنس دیے۔۔۔۔

ارومہ کا دماغ کھاتی ایزل نے بہت تنگ کرنے کے بعد اپنے ہاتھوں پر اپنی مرضی کا ڈیزائن لگوا ہی لیا تھا ۔۔ "دیکھو شافع کیسی لگ رہی ہے۔۔" وہ سکندر سے باتوں میں مصروف تھا جب ایزل نے اپنے دونوں ہاتھ اس کے سامنے رکھ دیئے تھے۔۔ "خوبصورت لگ رہی ہے۔۔" دُدھیہ ہاتھوں پر خون رنگ مہندی چمک رہی تھی۔۔ شافع نے ایزل کے ہاتھ تھام کر ڈیزائن کو غور سے دیکھا۔۔ "یہ پچھلے سال والا ڈیزائن ہے جس پر میں نے کہا تھا یہ لگوانا عید پر۔۔" وہ کچھ سوچ کر پوچھ رہا تھا یا بتا رہا تھا وہ خود ہی سمجھ نہیں سکا۔۔

"ہاں ناں مجھے کیا معلوم تھا تم نے نکال رکھا ہے میں اپنی مرضی سے لگوا آئی تھی اب تمہاری مرضی کا لگوالیا۔۔" وہ انجانے میں صرف اسے خوش کرنے کی خاطر بتا رہی تھی۔۔ وہ اس کی آنکھوں میں دیکھنے لگا جہاں خوشی تھی وہ جذبہ ابھی بھی کہیں نہیں تھا جو شافع دیکھنے کا خواہش مند تھا۔۔ سکندر نے گلہ کھنکارنا شروع کیا جس پر شافع نے ایزل کا تھاما ہوا ہاتھ چھوڑ دیا۔۔ وہ مزے سے مہندی دیکھتی ہوئی وہاں

سے چلی گئی۔۔ "بتا دو بھائی اس سے پہلے کسی دوسرے بندے کو تمہاری جگہ مہندی دیکھائے اور اس کے بتائے ہوئے ڈیزائن لگوائے۔۔ " سکندر نے ایک بار پھر اسے سب کچھ کہہ دینے پر آمادہ کیا تھا۔۔

"وہ سمجھ جائے بس۔۔ کہنے والی باتیں نہیں ہوتی یہ۔۔" وہ ابھی بھی اپنے اوپر یقین رکھے بیٹھا تھا ایک دن احساس کروا کر ہی رہے تھے۔۔

سکندر نفی میں سر ہلاتے ہوئے پاگل سے شافع کو سمجھ ہی نہیں سکا تھا۔۔۔

دوسری صبح عید مبارک کے شور سا برپا تھا چار سو پھیلی رونق سب کے ہنستے چہروں نے عید کا سماں سا باندھ دیا تھا۔۔۔

سب نماز پڑھنے کے بعد بغلگیر ہوتے عید ملتے مبارک باد دیتے منہ میٹھا کر رہے تھے۔۔ ایسے میں ان کے چھوٹے سے گھر میں بھی عید مبارک کی گونج پھیلی ہوئی تھی۔۔ سویاں، بریانی، کھیر کی اٹھتی خوشبو سے صحن مہک رہا تھا۔۔ صبح کا ناشتہ سب نے مل کر ایک ساتھ دستر خوان پر کیا تھا۔۔ "میری عیدی۔۔" ایزل سب کو عید مبارک کہتی شافع کے سر پہنچ چکی تھی۔۔ جبکہ ایاز صاحب اور سکندر نے ارومہ اور ایزل کو عیدی کے نام پر اچھی رقم دی تھی۔۔ "یار جاؤ معاف کرو سالا سال لوٹتی رہتی ہو اب عیدی بھی دوں۔۔" شافع نے سر سے پیر تک سجی ہوئی ایزل کو غور سے دیکھ کر کہا تھا۔۔ مہندی لگے ہاتھ اس کے سامنے پھیلے ہوئے تھے۔۔ آف وائٹ رنگ کے کام دار سوٹ میں کندھے پر ڈوپٹہ ڈالے کانوں میں جھمکیاں پہنے۔۔ بالوں کو کھول کر تھوڑے آگے اور تھوڑے پشت پر پھیلائے ہوئے تھی۔۔ لبوں پر لگی لائٹ رنگ کی لپ اسٹک۔۔ آنکھوں میں بھرا کاجل اتنی تیاری میں کھڑی وہ شافع کے سامنے

اس کو تنگ کر رہی تھی۔۔ دل چاہ رہا تھا اسے دیکھتے جائے لیکن ابھی اس پر ایسا کوئی حق ہی کہاں تھا یا شاید کبھی ہوتا بھی۔۔

"عیدی کی بات دوسری ہوتی ہے شرافت سے جیب ڈھیلی کرو۔۔" وہ ضدی لہجے میں مانگ رہی تھی جبکہ ارومہ کچن میں سر کھپا رہی تھی۔۔ وہ بالکل سادہ سی تھی بس ڈریس عید کا پہنا تھا۔ گیلے بال پشت پر پھیلے تھے جنہیں باندھنے تک کا وقت نہیں ملا تھا۔۔ سکندر نے نفی میں گردن ہلائی وہ لڑکی بہت الگ تھی۔۔

"بابا ماما۔۔۔ میں آپ سب سے کچھ کہنا چاہتا ہوں۔۔" سکندر نے تمہید باندھی جس پر ایزل خاموش ہو گئی اور حیرت سے دیکھنے اور سننے لگی۔۔۔

"ہم کیس جیت گئے ہیں گھر اور فیکٹری سب مل چکا ہے واپس۔۔"

سکندر کے بولنے پر سب نے خوشی سے اپنے منہ پر ہاتھ رکھ لئے تھے۔۔ "اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے۔۔" اماں جان نے سب سے پہلے کہا تھا۔۔۔ "میں شکرانے کے نوافل پڑھ کر آتی ہوں۔۔" سکندر کی ماما آنسوں پونچھتی ہوئیں اندر کمرے میں گم ہو گئیں۔۔ جبکہ ایاز صاحب اپنے بیٹے کو سینے سے لگائے کھڑے تھے۔۔

"مانگو جو مانگنا ہے۔۔" وہ خوشی سے گلے لگے کہہ رہے تھے۔۔ "یہاں ایک پری پر میرا دل آگیا ہے۔۔ اس کا ساتھ چاہیئے۔۔" وہ کان میں ہولے سے مسکرا کر بولا اس کی نظریں کچن سے نظر آتے سبز آنچل پر تھیں۔۔ ایاز صاحب سمجھے وہ ایزل کی بات کر رہا ہے۔۔ خوشی سے اثبات میں سر ہلاتے مان گئے۔۔۔

شام میں سب سے اجازت لے کر رخصت ہوئے۔۔ بار بار شکریہ ادا کرتے تھے جس پر اماں جان کو اچھا نہیں لگتا تھا۔۔ جبکہ انہوں نے عید کے تیسرے دن انہیں اپنے گھر دعوت پر مدعو کیا تھا۔۔

ان کے جاتے ہی گھر سونا سونا ہو گیا تھا۔۔ ارومہ اور ایزل شیبہ کے گھر جا چکی تھیں۔۔

"ایزل کا رشتہ دیکھ کر کہیں شادی کر دیتے ہیں۔۔ سوچا تھا اسے اپنی بیٹی بنا کر یہیں رکھ لوں گی لیکن ۔۔۔ تمہارے پاس جاب نہیں ہے دوسرا بچی کے اپنے کچھ خواب ہیں۔۔" وہ بول رہیں تھیں اور شافع سن کر سانس بھی نہیں لے پا رہا تھا۔۔

وہ اس کے خوابوں سے آگاہ تھا۔۔۔ تو کیا وہ اس کے خواب کے لئے اپنے خوابوں کو چھوڑ دے گا۔۔۔؟

ابھی وہ بات ہی کر رہے تھے کہ ایاز صاحب کی کال پر شافع چونک کر سیدھا ہوا۔۔ سلام کے بعد ان کے اماں جان سے بات کرنے پر شافع ان کی شکل دیکھنے لگا جو خوشی سے کِھل رہی تھی۔۔

"کیا ہوا اماں جان کیا کہہ رہے تھے انکل۔۔؟" وہ پوچھ کر انہیں دیکھنے لگا۔۔ "دیکھو ابھی میں ایزل کے لئے فکر مند تھی اور اللہ نے سن بھی لی میری۔۔ سکندر کے لئے انہوں نے ایزل کا ہاتھ مانگا ہے۔۔۔" ایزل جو اندر داخل ہو رہی تھی باخوبی سب کچھ سن چکی تھی۔۔ ارومہ نے انگوٹھا دیکھایا۔۔ وہ حیرت سے اندر چلی آئی تھی۔۔ اماں جان ان کے آجانے پر خاموش ہو گئیں تھیں جبکہ سکندر کے سب جانتے بوجھتے ہوئے بھی رشتے والی بات پر شافع کا دل ٹوٹ چکا تھا۔۔۔ "شافع آئسکریم ہی کھلا دو۔۔" ایزل کے

بولنے پر پہلی بار ایسا ہوا تھا شافع کوئی جواب دیئے بنا گھر سے باہر نکل گیا تھا۔۔۔ وہ حیرت سے اس کی پشت کو تکتی رہ گئی تھی۔۔

وہ دونوں اپنے کمرے میں چلی آئیں تھیں۔۔ "شافع نے میری بات کا جواب نہیں دیا اور چلا گیا۔۔ " وہ رو دینے کو تھی۔۔

" بھائی کو چھوڑو یہ سوچو تمہاری سوچ سے بڑھ کر امیر اور ایجوکیٹڈ ہونے کے ساتھ ساتھ تمہیں تمہاری خواہش کے مطابق ہیرو مل رہا ہے۔۔ تمہاری ایک تہجد کی نماز کام کر گئی۔۔ " ارومہ کو معلوم تھا اس کا بھائی ایزل کی رشتے والی بات کی وجہ سے ایسے بی ہیو کر رہا تھا۔۔۔

" بھاڑ میں ڈالو سکندر کو میں کہہ رہی ہوں شافع کیوں ناراض ہے مجھ سے۔۔ " وہ ابھی تک اس بات پر اٹکی تھی۔۔ وہ رو رہی تھی ٹپ ٹپ آنسو گر رہے تھے جس نے کبھی اس کا ایک اشارہ اگنور نہیں کیا تھا آج وہ پوری بات اگنور کر گیا تھا۔۔۔

ارومہ کو حیرت ہوئی وہ اپنی خواہش پوری ہو جانے پر خوش ہونے کے بجائے بھائی کے ایک اگنور کرنے کو سوچتے ہوئے بیٹھی رو رہی تھی۔۔۔ یہ سب کیا تھا۔؟

"ماما بابا یہ آپ دونوں نے کیا کر دیا۔۔؟" سکندر سر ہاتھوں میں گرائے دکھی لہجے میں پوچھ رہا تھا۔۔ "کیا کر دیا کھل کر بات کرو بیٹا۔۔ " ایاز صاحب سمجھ نہیں سکے وہ اتنا دکھی کس بات پر ہو رہا تھا جب کہ اسے تو خوش ہونا چاہیئے تھا۔۔

"آپ نے ایزل کا ہاتھ مانگا ہے میرے لئے۔۔؟" وہ بے چینی سے ٹہلتے ہوئے پوچھ رہا تھا۔۔جب اسے باتوں باتوں میں اپنی ماما سے معلوم ہوا انہوں نے ایزل کا رشتہ اس کے لئے مانگا تھا وہ لب بھینچے بے چینی سے کچھ کر دینے کو تیار تھا۔۔

"آپ کو اِس بات پر خوش ہونا چاہئیے آپ کی بات مان لی ہے ہم نے۔۔" سکندر کی ماما کے اس کی پریشانی سمجھ نہیں آئی تھی۔۔ "میں نے کب کہا۔ تھا میں ایزل کو پسند کرتا ہوں۔۔ میں نے بابا سے ارومہ کے لئے کہا تھا بابا غلط سمجھ بیٹھے۔۔" وہ فکر مندی سے شافع کے بارے میں سوچ رہا تھا جو نا جانے اس کے بارے میں کیا کیا سوچ رہا ہو گا۔۔ اُسے ہمیشہ پرپوز کرنے کی تجویز دیتے وہی ڈاکہ مار بیٹھا تھا۔۔ سکندر کا دل کیا اپنے بال نوچ لے۔۔ "تم نے پری کا ذکر کیا تھا اب ہمیں کیا معلوم تھا تم ارومہ کی بات کر رہے تھے۔۔" وہ خود سکندر کی بات پر پریشان ہو رہے تھے اب کیسے ان سے یہ بات کہیں گے کہ ہمیں ایزل نہیں ارومہ کا رشتہ چاہئیے۔۔ وہ دونوں غلط فہمی پر سر ہاتھوں میں گرائے بیٹھ گئے تھے۔۔

"مجھے پہلی نظر میں ارومہ کی سادگی نے متاثر کیا تھا ماما بابا یہ کہاں لکھا ہے پری، شہزادی، گڑیا صرف خوبصورت لڑکیوں کو ہی کہا جائے گا۔۔ یہ تو ہر دیکھنے والی کی نظر ہوتی ہے جس کو جو رنگ و روپ پسند آجائے۔۔ میرے لئے پری۔۔ اور خوبصورتی کا مطلب ارومہ ہے آپ لوگ جیسے بھی سنبھالیں بات کو، لیکن میں ارومہ سے ہی شادی کروں گا۔۔"

سکندر نے کھلے لفظوں میں انہیں باور کروا دیا تھا وہ چاہے غلط فہمی میں ہی سہی لیکن وہ ان کے فیصلے کو بالکل نہیں مانے گا۔۔

"ہم بات کرتے ہیں۔۔ ہماری بہن سمجھدار ہیں مان جائیں گی فکر نہیں کرو۔۔"

ایاز صاحب نے سکندر کو کشمکش سے نکالا۔۔

وہ سر ہلا کر اپنے دوستوں کے ساتھ پارٹی نائٹ انجوائے کرنے چلا گیا جو عید کی انجوائے منٹ کے لئے رکھی گئی تھی۔۔

"اسلام علیکم!! عید مبارک۔۔" ارومہ کو دوسری عید کی رات یہ میسج نئے نمبر سے موصول ہوا تھا۔۔

"جی آپ کون۔۔؟" نا ہی سلام کا جواب دیا تھا اور نہ ہی بدلے میں خیر مبارک کہا تھا ڈائرکٹ سوال پوچھا تھا۔۔ "آپ اتنا پریشان کیوں رہتی ہیں ابھی بھی چشمہ درست کر رہی ہوں گی۔۔" وہ کون کے جواب میں مسکرا کر میسج کرتے ہوئے اندازہ لگا رہا تھا وہ پریشانی سے چشمہ درست کرتی نروس ہو رہی ہو گی۔۔ سکندر جانتا تھا وہ کبھی اس سے بات نہیں کرے گی۔۔۔اس لئے تھوڑا تنگ کرنے کا سوچا۔۔ "میں چشمش نہیں ہوں۔۔" وہ اس کے جواب پر قہقہہ لگا کر ہنس دیا۔۔ وہ اکثر ایزل کو کہتے سنتا تھا چشمش، کالی پری، آڑو، بدھو اس کے جواب نے سکندر کو محظوظ کیا تھا۔۔۔

ایک دفعہ وہ شافع کے موبائل سے نمبر لینے میں کامیاب ہو گیا تھا لیکن رابطہ اب کیا تھا جب یقین ہو گیا تھا وہ اس کی ہی ہو جائے گی۔۔۔

"میں نے کب کہا آپ عینک والے جن کی طرح چشمہ لگاتی ہیں۔۔آپ پریشانی میں حسین لگتی ہیں۔۔" وہ پریشان سا حلیہ تصور میں لا کر مزے لے رہا تھا۔۔۔ وہ اصل میں ایسی ہی پریشان ہو چکی تھی۔۔۔

اور موبائل رکھ کر لیٹ گئی تھی ۔۔ جبکہ سکندر نے دو تین مزید میسج کئے جو کہ سین ہی نہیں ہوئے تھے۔۔ وہ مسکرا کر نفی میں سر ہلاتے ہوئے آنکھیں بند کر گیا کل کا سورج سب کی زندگیاں بدل دینے والا تھا۔۔۔

اماں جان سے دوسرے دن ہی ایاز صاحب نے آکر معذرت کرتے سکندر کی پسندیدگی بتائی تھی۔۔ جس پر اماں جان نے شکر ادا کیا تھا کہ یہ بات ایزل سے ابھی انہوں نے نہیں کی تھی صرف شافع سے کی تھی۔۔۔ وہ ان کی معذرت قبول کر کے خوشی سے ارومہ کے رشتے کے لئے راضی ہو گئیں تھیں۔۔ انہیں معلوم تھا ارومہ کبھی بھی ان کے حکم کے آگے نہیں بولے گی البتہ ایزل سے پوچھنا لازمی ہوتا تھا۔۔۔ ایاز صاحب خوشی خوشی نکاح کی ڈیٹ فائنل کر کے چلے گئے تھے پیچھے اماں جان کے ہاتھ پاؤں پھول گئے تھے۔۔۔

ایزل شافع سے بات نہیں کر رہی تھی نا ہی شافع نے اس بات پر اس سے کچھ کہا تھا۔۔ جب اس نے اس گھر سے چلے جانا ہی تھا تو جو جس سے ناراض رہتا فکر کی کیا بات تھی۔۔ سکندر نے اچھی جگہ جاب لگوا دی تھی اب ان کے گھر خوشحالی ہی آنے والی تھی۔ لیکن شافع کو لگتا تھا سکندر نے ایک خوشی دے کر اس کی زندگی اس سے چھین لی ہے۔۔۔

ایسی بھی عید گزارنی پڑے گی

جس میں دیدارِ یار ہی مہنگا ہو گا۔۔

"میرے بچے کیا ہوا اتنے اداس کیوں ہو۔۔؟اب جاب کا مسئلہ بھی حل ہو گیا ہے۔۔" اماں جان فکر مندی سے شافع کے کمرے میں پہنچ کر سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے ایزل کے بجائے ارومہ کے ہو جانے والے رشتے پر بات کرنے چلی آئیں تھیں۔۔ "کچھ نہیں اماں جان بس آپ بتائیں کب کر رہے ہیں پھر ہم ایزل کی شادی۔۔؟"

وہ لبوں کو ہمیشہ کی طرح سیئے دل کی بات دل میں دبائے ایزل کی شادی سکندر کے ساتھ تصور کر کے ہی اداس ہوئے جا رہا تھا۔۔۔

"اب ممکن نہیں ہے سکندر اور ایزل کی شادی۔۔" ایزل جو شافع کے دو دن بات نہ کرنے پر دو دو ہاتھ کرنے اُس کے کمرے کی جانب آرہی تھی اپنی خالہ امی کی بات سن کر دروازے پر رُک گئی۔۔

"کیوں ایسا کیوں کہہ رہی ہیں؟" وہ پورا کا پورا اِن کی جانب مڑ کر آنکھیں باہر کو نکالے دیکھنے لگا۔۔۔

"کیونکہ ایاز صاحب نے غلط فہمی کی بنا پر ایزل کا رشتہ مانگ لیا تھا اصل میں سکندر نے انہیں ارومہ کا رشتہ مانگنے کو کہا تھا۔۔" وہ پوری بات بتاتی پریشان ہو کر شافع کو دیکھ رہیں تھیں اُس کا اِن سب میں کیا ری ایکشن ہو گا۔۔۔

"لیکن ایزل کو سکندر پسند ہے۔۔" شافع اپنی ہی رائے قائم کرتے اماں جان سے کہتے ہوئے انہیں مزید پریشان کر رہا تھا۔۔ "لیکن یہ بات ہم دونوں کے درمیان تھی شافع پھر ایزل تک کیسے پہنچی۔۔؟" وہ

چونک کر شافع کو دیکھتی پوچھنے لگیں یہ بات ارومہ اور ایزل کو نہیں معلوم تھی پھر کیسے سامنا کریں گی وہ اپنی بھانجی کا اگر شافع کی بات سچ ہوئی تو۔۔

وہ یہی سمجھے گی بھانجی پر بیٹی کو فوقیت دی ہے۔۔

"نہیں اُسے نہیں معلوم لیکن مجھے لگتا ہے جیسا وہ جہان سکندر, سالار سکندر اور یاسر عالم کے پیچھے پاگل رہتی ہے شاید اُس نے سکندر کو ویسا پا لیا ہے۔۔" وہ آنکھوں کی نمی کو چھپاتے ہوئے اماں جان سے کہہ رہا تھا۔۔ "ارے پاگل ہے میرا بچہ تو پورا ہی۔۔ ایزل اتنی بھی نا سمجھ نہیں ہے۔۔ اگر ایسا ہے ایزل سکندر کو پسند کرتی ہے پھر میں ارومہ کا رشتہ کبھی نہیں ہونے دوں گی بلکہ وہ لوگ کل ہی نکاح کے لئے آرہے ہیں میں ابھی جا کر منع کر آؤں گی اور کہوں گی میری ایزل کو اپنا لیں۔۔ میری بھانجی کی خوشی مجھے اپنی بیٹی سے زیادہ عزیز ہے۔۔"

وہ روتی ہوئی کہتی ایزل کو آج بہت دکھی دیکھائی دے رہیں تھیں۔۔ وہ دروازے پر کھڑی گھٹ گھٹ کر رونے لگی۔۔ جن پر ہمیشہ ڈانٹتے رہنے کے الزام دیتی تھی وہی ماں اپنی بیٹی کے لئے محل کے خواب کو یقینی بنانے کے بجائے اُس کے لئے بنا رہی تھیں۔۔

"میں چاہتی تھی میری بیٹی میرے گھر رہ جائے لیکن قسمت کو جو منظور۔۔" اماں جان نے شافع کو دیکھتے ہوئے ایزل کے لئے کہا۔۔۔ وہ جو پلٹ کر جا رہی تھی ان کی بات پر رک گئی۔۔ "اماں جان اُس کی خوشی معنی رکھتی ہے میرے لئے۔۔" وہ کہہ تو رہا تھا لیکن دل میں ہوک سی اٹھ رہی تھیں۔۔ "میرے لئے بھی یہی معنی رکھتا ہے۔۔ ویسے کبھی بتا دیتے بچی کو شاید بات بن جاتی۔۔"

وہ اپنے دکھی بیٹے کو دیکھتے ہوئے ایک آس لئے کہہ رہی تھیں۔۔شاید ایزل کا دل شافع کے آگے پگھل جاتا۔۔

"نہیں اماں جان جو بات محسوس کر کے بھی نا سمجھی جا سکے پھر وہاں الفاظ کیوں ضائع کئے جائیں۔۔" وہ اٹھتے ہوئے اماں جان کو ساتھ لگائے باہر لے آیا۔۔وہ دونوں ہی ایزل کے لئے سوگ میں مبتلا ہو چکے تھے۔۔"تو یہ وجہ تھی شیبہ آپی اور آڑو جس کا دبے لفظوں میں ذکر کرتے تھے۔۔" وہ ان دونوں کے نکلنے سے پہلے ہی اپنے کمرے میں چلی آئی تھی۔۔ رات کے تین بجے تک چھت پر لگے واحد پنکھے کو گھورتی رہی تھی۔۔پوری زندگی آنکھوں کے سامنے فلم کی صورت چلنے لگی تھی۔۔

"شیبہ آپی کہتی ہیں ہمسفر میں کیئرنگ ہونی چاہئیے۔۔" وہ سوچتے ہوئے ہر ہر پہلو سے شافع کے کردار کو پہلی بار سوچ رہی تھی۔۔ چھوٹی سی چوٹ پر اُسے بستر سے اترنے نہیں دیتا تھا۔۔اماں جان کام نہیں کرواتی تھیں۔۔دونوں کتنا خیال رکھتے تھے۔۔کیا ایسا خیال رکھنے والا شافع کہیں اور مل سکتا تھا۔۔ایزل نے پورا جائزہ لے کر خود کے سوال کی ہی نفی کی تھی۔۔

"نہیں شافع جیسا کوئی نہیں ہے۔۔" وہ کہہ رہی تھی ۔۔ لبوں پر مسکراہٹ دوڑ گئی تھی۔۔ "اوہ شٹ۔۔! خالہ امی کو منع بھی کرنا ہے ارومہ کے رشتے سے منع نہیں کریں۔۔"

وہ آدھی رات کو صحن میں کھڑی اندھیرے میں اماں جان کے پاس بیٹھی سوچ میں مبتلا تھی کہ بات کیسے کی جائے۔۔ "میری بچی کیا ہوا کوئی پریشانی ہے۔۔؟" اماں جان تہجد پڑھنے کے لئے اٹھ ہی رہیں تھیں جب ایزل کو پاس بیٹھے ہوئے پایا۔۔چونک کر اسے دیکھ کر پاس لپٹاتے ہوئے پوچھنے لگیں۔۔ "خالہ امی آپ میری ماں سے بڑھ کر ہیں اُس ماں سے بڑھ کر جو مجھے چھوڑ کر چلی گئیں تھیں۔۔آپ سے

ایک درخواست کرنی ہے۔" وہ سینے سے لگی آنسوؤں پر ضبط کرتے ہوئے لرزتے کہہ رہی تھی۔۔ "میری بچی کیا ہوا۔۔؟ کوئی بات ہوئی ہے۔۔؟" وہ پوچھتے ہوئے پریشانی سے پہلی بار ایزل کے منہ سے ایسی باتیں سن رہی تھیں۔۔۔

"آپ ارومہ کے رشتے سے انکار کر کے میرے لئے نہیں کریں یہ رشتہ۔۔" وہ منہ ان کے سینے میں چھپاتی ہوئی کہہ رہی تھی۔۔اماں جان فوراً سمجھ گئیں تھی ایزل نے ساری باتیں سن لی ہیں۔۔

"لیکن شافع کہہ رہا تھا تم پسند کرتی ہو سکندر کو۔۔" وہ ایک بار تصدیق کر لینا چاہتی تھیں۔۔ "شافع پاگل ہے پورا۔۔ محبت کر لی لیکن ابھی تک بدھو ہی ہے۔۔" وہ چڑتے ہوئے کہتی اماں جان کو ہنسا رہی تھی۔۔ "میرا بیٹا میری سوہنی کے لئے بدھو ہی ہے۔۔ مجھے بہت خوشی ہوئی میری بچی۔۔ ہمیشہ خوش رہو۔۔ پھر کل ارومہ کا نکاح کروا دیں۔۔؟" وہ ماتھا چومتے ہوئے پوچھ رہیں تھیں۔۔ایزل کی آنکھیں برستی ہی جا رہی تھیں۔۔ "جی بالکل سکندر بھائی سے کہیں جلدی شادی بھی کر لیں ہماری کڑی ویسے پریشان رہتی ہے رشتے کے بعد مزید ہو جائے گی۔۔" وہ ہنس کر ارومہ کو تصور میں سوچتی ہوئی مذاق بنا رہی تھی۔۔ کل کا پریشان چہرہ وہ سوچ کر ہی مزے سے تنگ کرنے کے پلان ترتیب دے رہی تھی۔۔

"کیا خیال ہے شافع کو بھی سرپرائز دیا جائے کل۔۔۔؟" وہ اُس سے اجازت لے رہی تھیں۔۔ ایزل نے شرما کر منہ ان کی گود میں چھپا دیا۔۔ جس کا واضح مطلب تھا بالکل اجازت ہے اُس کی طرف سے۔۔

دوسری صبح سامان سے صحن بھرا ہوا تھا۔۔ "اماں جان اتنے پیارے پیارے ڈریس۔۔" ارومہ کا قیمتی جوڑے دیکھ کر منہ ہی کھل گیا تھا۔۔ "ہاں تمہاری عیدی آئی ہے۔۔" وہ تیسری عید پر عیدی ملنے پر ہی اچھلتی کودتی بنا یہ جانے کس نے بھیجی کیوں بھیجی کو بھولے ہوئے ایک ایک ڈریس اٹھا کر خود سے لگائے دیکھ رہی تھی۔۔ "شام میں یہ والا پہنا آرُو۔۔" ایزل لائٹ پنک رنگ کا ایک جوڑا سامنے رکھتے ہوئے بول رہی تھی جس پر ارومہ حیرت سے دیکھنے لگی ۔۔۔ "میں کیوں پہنوں اتنا بھرا ہوا ڈریس۔۔۔؟" وہ ڈریس اور میچنگ سینڈل، جیولری کو دیکھ کر اشتاق سے پوچھ رہی تھی۔ "بس آج ہم تمہیں اس گھر سے وداع کر رہے ہیں۔۔" ایزل نے ہنس کر تمام بات بتائی جس پر ہمیشہ کی طرح ارومہ کا پریشانی سے برا حال ہو چکا تھا۔۔ وہ سمجھاتی ہوئی ارومہ کو چھوڑ کر شافع کی طرف بڑھ گئی۔۔

اماں جان دوڑ دوڑ کر کام نبٹا رہیں تھیں شافع منہ لٹکائے ایزل کی جانب دیکھ بھی نہیں رہا تھا۔۔ ایزل اس کا شام میں خوشی سے چمکتا چہرہ سوچ کر ہی شرمائے جا رہی تھی۔۔ اور شافع اس غلط فہمی میں تھا وہ سکندر سے نکاح کی خوشی میں ہنس رہی ہے۔۔ مسکرا رہی ہے۔۔ "شافع مجھ سے بات کرو ناں اب تو میرا نکاح بھی ہونے والا ہے۔۔ " وہ اُس کے سامنے کھڑی اُس کا امتحان لے رہی تھی۔۔ "ایزل یار ہٹو۔۔" وہ جھنجھلا کر اسے کندھے سے پکڑ کر سامنے سے ہٹانے لگا۔۔ "شافع کتنے روڈ ہو گئے ہو۔۔ اللہ کرے تمہیں ایسی بیوی ملے جو جوروں کا غلام بنا کر رکھے۔۔" وہ اُس کے سامنے سے ہٹانے پر بددعا دینے پر اتر آئی تھی۔۔ شافع نے پلٹ کر اسے دیکھا۔۔ "میں شادی ہی نہیں کروں گا۔۔ ویسٹ جائے گی بد دعا۔۔" وہ سنجیدگی سے کہہ رہا تھا ایزل کو ہنسی آئی۔۔ "سوچ لو کہیں کوئی پری مل گئی تو پچھتاؤ گے اپنی کہی بات پر۔۔" ایزل کا سوچ کر ہی برا حال ہو رہا تھا جب شافع کے سامنے وہ تیار ہو کر اُس کی بن کر

جائے گی۔۔ سوچ سوچ کر لبوں پر دھیمی مسکراہٹ سج رہی تھی۔۔ "بس جس پری کا تصور آنکھوں میں رہتا تھا وہ اب میری نہیں رہی ہے۔۔" وہ بولتے ساتھ ہی پلٹ کر چلا گیا تھا۔۔ ایزل مسکرا کر دکھی مجنوں کی کہانی سن کر ہنس رہی تھی۔۔ "دانت اندر کرلو۔۔ نکاح میرا ہے ہنس تم رہی ہو۔۔ یار پلیز میں پریشان ہو رہی ہوں۔۔" ارومہ پریشانی سے چشمہ درست کرتی ایزل کی ہنسی کو دیکھ رہی تھی۔۔ "چپ کرو تم، تمہارا اور پریشانی کا بچپن کا ساتھ ہے۔۔اور نکاح میرا بھی ہے میں تمہاری بھابھی بننے والی ہوں۔۔" وہ دھپ سے بیٹھ کر ارومہ کو تنگ کر رہی تھی۔۔

"تم سچ میں میری بھابھی مطلب شافع بھائی کی۔۔۔افففففف ایزل میں کتنی خوش ہوں۔۔" ارومہ خوشی سے اپنی پریشانی بھول کر ایزل کے گال چوم رہی تھی۔۔ وہ اس کی محبت پر اُسے گلے لگا گئی۔۔

"کیا واقعی میں وہ مجھے پسند کرتے ہیں۔۔۔؟"

وہ ابھی تک پریشانی سے بس یہی سوچ رہی تھی کوئی ایزل کو چھوڑ کر اسے کیسے پسند کر سکتا ہے۔۔ "وہ تمہیں نہیں تمہارے چشمے کو پسند کرتے ہیں۔۔" ایزل نے پریشانی میں گھری ارومہ کو تنگ کیا۔۔ شیبہ دونوں کو تیار کرنے ان کے سر پر پہنچ چکی تھی۔۔

"لڑکیوں تم دونوں باتیں کرتی رہو گی جلدی سے ڈریس پہن کر شرافت سے یہاں بیٹھو۔۔"

رمضان اچھے سے گزر گیا تھا شیبہ کے گھر والوں نے ادھار کے نام پر انہیں رقم دے کر مدد کی تھی۔۔ شافع لینے کو ہر گز بھی تیار نہیں تھا لیکن اپنے حالات دیکھ کر لینے ہی پڑے۔۔ ایاز صاحب نے نکاح کا ہر انتظام خود کیا تھا شافع شرمندہ ہو رہا تھا لیکن کر بھی کیا سکتا تھا جب تک جاب ملتی اُسے یونہی سہارا لینا

پڑتا۔۔اِن کے نکاح کے قیمتی کامدار جوڑے بھی وہیں سے آئے تھے۔۔شیبہ کے گھر والوں کا ساتھ اماں جان بہت دیتی تھیں جس کی وجہ سے وہ اِس بار بنا کہے اِن کے ساتھ اِس مشکل وقت میں کھڑے تھے۔۔

وہ دونوں کو جڑ کر بیٹھے باتوں میں غرق دیکھ کر ان پر چڑھ دوڑی تھی۔۔ "جا رہے ہیں شیبہ آپی ویسے آپ سے پہلے ہم نے اپنے سیاڈھونڈ لئے ہیں اب نکاح بھی ہو رہا ہے۔۔" ایزل لہرا کر شیبہ کو چڑا رہی تھی جس کی صرف بات چیت پکی ہوئی تھی اور ان دونوں کا نکاح ہو رہا تھا۔۔ "میری شادی ہے بکرا عید پر۔۔ " وہ برا مانتے ہوئے دونوں کو ان کے ڈریس تھما کر کمرے سے نکل آئی تھی۔.. "شافع آج کیا پہن رہے ہو۔۔؟" شیبہ نے بھاگ دوڑ میں مصروف شافع کو گھیر کر پوچھا۔۔ "میں کیوں۔۔؟" وہ نا سمجھی سے پوچھتے ہوئے شیبہ کو دیکھ رہا تھا۔۔ "ارے شیبہ یہاں آؤ لڑکی یہ دیکھو۔۔" اماں جان نے سرپرائز خراب ہوتے ہوئے دیکھ کر شیبہ کو فوراً شافع کے سامنے سے ہٹایا تاکہ وہ کچھ اگل نا دے۔۔ "شیبہ آپی۔۔" ایزل دروازے سے سر نکال کر اسے پکار رہی تھی لیکن وہاں شافع کھڑا تھا۔۔ "اماں جان کے ساتھ گئیں ہیں کوئی کام تھا انہیں شیبہ سے۔۔" وہ بتاتے ہوئے ایزل کے پریشان چہرے کو نظروں کے حصار میں رکھنے سے خود کو نہیں روک سکا۔۔ "اچھاااا۔ " وہ بس اتنا ہی کہہ سکی تھی۔۔ "کیا کوئی مسئلہ ہے۔۔؟" ایزل کا پریشان چہرہ اس کے سامنے ہو اور شافع مدد نا کرے کہاں ممکن تھا یہ۔۔ "آستیں چوڑیوں میں اٹک گئی ہے نکل ہی نہیں رہی ہے۔۔ وہ بھی دونوں ہاتھوں کی۔۔" روندھی ہوئی آواز پر شافع فوراً اُس کے پاس پہنچا تھا۔۔

"دیکھاؤ مجھے۔۔" وہ اپنا ہاتھ پھیلا کر اس کا ہاتھ مانگ رہا تھا بنا کوئی دیری کیئے ایزل نے اپنا ایک ہاتھ رکھ دیا۔۔ وہ پوری اندر کی طرف تھی بس ہاتھ باہر نکال رکھا تھا تاکہ شافع ابھی سے ہی اُسے ڈریس میں نا دیکھ لے۔۔ وہ کلائی تھامے نرمی سے کام دار آستیں کو چوڑیوں میں سے نکالنے لگا۔۔ پہلے ایک ہاتھ تھام کر نکالی پھر دوسرے ہاتھ کی آستین ٹھیک کی۔۔ "بس اتنی سی بات تھی۔۔" وہ اس کے سر پر ہمیشہ کی طرح ہاتھ مار گیا تھا۔۔ "ہاں بس اتنی سی باتیں تم ہی پوری کرتے ہو۔۔ اب کوئی اور کرے گا۔۔" وہ شافع کو جلتا بھنتا ہوا دیکھنا چاہتی تھی۔۔ اور کامیاب بھی ٹھہری تھی۔۔ وہ سنجیدگی سے واپس پلٹ گیا تھا ۔ وہ اب کسی اور کی ملکیت بننے والی تھی شافع نے خود کو ڈپٹا۔۔

"بھائی کا چہرہ کتنا سا ہو گیا ہے۔۔" ارومہ نے اپنے بھائی کے اداس چہرے کو دیکھ کر ایزل سے کہا۔۔ "ہاں کچھ دیر بعد یہ چہرہ خوشی سے کھلے گا۔۔ مجھ سے کہیں زیادہ وہ خوش ہو گا دیکھنا تم.." ارومہ کو سب بات بتا دی گئی تھی اور اب شیبہ ارومہ اور جو جو ایزل کے نکاح سے بھی واقف تھا سب ٹیم بنا کر شافع کو تنگ کرتے اسے اداس کر رہے تھے۔۔

وہ دونوں تیار ہوتی شیبہ کی باتوں پر شرما رہی تھیں۔۔ ایزل مقابلہ کر رہی تھی جبکہ ارومہ کی ہتھیلی ڈر سے بھیگ رہی تھی۔۔۔

صحن میں سکندر کی فیملی کے آنے کا شور اٹھ رہا تھا۔۔ نکاح کی تقریب چھوٹی سی تھی بس سکندر کی فیملی اور شیبہ کی فیملی ہی تھی۔۔ جس کی وجہ اتنی جلدی میں کیا جانے والا یہ نکاح تھا۔۔ عید کے بعد باقاعدہ رخصتی رکھی گئی تھی۔۔

پہلے شافع اور ایزل کا نکاح کیا جانا تھا۔۔ شافع پریشانی سے اپنی اماں جان کو خود کو دلہا بناتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔۔ "اماں جان میری شادی نہیں ہے سکندر کی ہے۔۔" وہ اب باقاعدہ غصہ ہونے لگا تھا۔۔ "چپ کرو کبھی میری بات رد نہیں کی ہے اب بھی چپ کر کے بیٹھو۔۔" اماں جان کے تیز لہجے میں کہنے پر شافع خاموشی سے سب کاروائی دیکھنے لگا۔۔ "بہن کا نکاح ہے لوگ کیا کہیں گے بھائی سر جھاڑ منہ پھاڑ آگیا ہے۔" وہ بہن لفظ پر اماں جان کو دیکھنے لگا۔۔ "اماں جان آپ نے ایزل کو ڈائرکٹ میری بہن ہی بنا ڈالا ہے کل تک بہو بنا رہی تھیں۔۔" وہ گویا تڑپ ہی اٹھا تھا۔۔ بیوی نا سہی لیکن بہن بھی تو نا بنائے آخر بچپن کی محبت تھی۔۔ اماں جان خاموشی سے باہر نکل آئیں۔۔

شافع کو ایک بڑی سی کرسی پر بیٹھایا گیا۔۔ وہ سب کاروائی دیکھ کر پریشان ہو رہا تھا آخر اس کے ساتھ کیا کیا جا رہا تھا۔۔ قاضی صاحب نے نکاح شروع کیا۔۔ وہ پہلے ایزل کا نکاح کروا کر باہر آ چکے تھے۔۔ "شافع ولد نذیر احمد آپ کو ایزل ولد ولی سکہ رائج الوقت باعوض پچاس ہزار حق مہر اپنے نکاح میں قبول ہے۔۔؟" شافع حیرت سے گونگ اماں جان کو تک رہا تھا جو مسکرا کر اسے دیکھتی اثبات میں سر ہلا رہی تھیں۔۔ "کیا ایزل نے قبول کر لیا نکاح۔۔؟" وہ اپنی دلی مراد پوری ہونے پر صدمہ میں ہی چلا گیا تھا حیرت سے اماں جان سے پوچھنے لگا۔۔ "ہاں ایزل نے قبول کر لیا ہے۔۔ اب تم بھی کر لو۔۔" سکندر نے پیٹ تھپتھپا کر اسے ہنس کر جواب دیا تھا۔۔ یہ سرپرائز بہت انوکھا تھا۔۔ دل کی باتیں یوں بھی پوری ہو جاتی ہیں کیا۔۔؟ وہ خوشی سے جلدی جلدی قبول ہے کہہ رہا تھا۔۔ سب ہنس ہنس کر دوہرے ہو رہے تھے۔۔ شافع نے اپنی شیو کو کھجا کر ایزل کو سوچا تھا اپنی ملکیت کو دیکھنے کا خواب پورا ہو گیا تھا۔۔ ارومہ اور سکندر کے نکاح کے بعد دونوں کو باہر لایا گیا۔۔ وہ دونوں سہج سہج کر چلتی دونوں کی طرف بڑھ رہی

تھیں۔۔اس سے پہلے ارومہ گھبرا کر گرتی سکندر نے اسے تھام لیا تھا۔۔ "ریلکس رہو بیگم۔۔آدھی دنیا کی پریشانی تمہاری شکل پر سجی ہے۔۔" وہ پہلی بار ارومہ کو اتنا تیار دیکھ کر بے قابو ہو رہا تھا۔۔وہ لینس لگی آنکھوں سے اسے دیکھنے لگی جو شیبہ نے لگائے تھے تاکہ چشمہ کی ضرورت نا پڑے۔۔ "ایسے دیکھو گی تو ابھی رخصتی کروالوں گا۔۔" وہ اس کے دیکھنے پر شوخی سے کہہ رہا تھا۔۔

"نہیں۔۔۔ابھی نہیں۔۔" وہ سٹپٹا کر نفی میں سر ہلانے لگی۔۔ "نہیں کروا رہا بھئی ریلکس رہو۔۔" وہ اس کے ہاتھوں کو تھام کر ہنس کر اپنی پریشان بیوی کو مزید پریشان بالکل نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔

"اب مجھ سے بات کرنا میں شوہر ہوں تمہارا اس دن خود کو چشمش کہہ کر بات بھی نہیں کی۔۔" وہ اُس دن کا حوالہ دے کر بتانے لگا وہ میسج اُس نے کیا تھا۔۔وہ حیرت سے اسے دیکھنے لگی پھر اس کی نظروں سے شرما کر چہرہ جھکا لیا۔۔

دوسری طرف شافع کی بے باک نظریں ایزل کا طواف کر رہی تھیں۔۔ "کیسا لگا میرا سرپرائز۔۔؟" ایزل نے آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر پوچھا۔۔ "عیدی مل گئی مجھے۔۔" شافع نے ہنس کر دل سے اسے سراہتے ہوئے جواب دیا۔۔ "لیکن میں ابھی بھی اپنے ناول کریکٹر سے محبت کرتی ہوں۔۔" وہ اسے چڑانے کے لئے کہہ رہی تھی۔۔ "میں اب ناول لا کر نہیں دوں گا۔۔اب بالکل ہم دونوں کے درمیان کسی تیسرے کو برداشت نہیں کر سکتا میں۔۔" وہ واقعی اِس فضول بات سے چڑنے لگا تھا۔۔

"مجھے معلوم ہے تم سے ایک بار کہوں گی تم مجھے ناول کا ڈھیر لا کر دے دو گے۔۔" ایزل کا اطمینان بالکل اس بات پر کہیں نہیں گیا تھا۔۔اتنے یقین سے کہنے پر شافع نے اسے دیکھا۔۔ "اتنا یقین ہے مجھ

پر۔۔؟" وہ پوچھ رہا تھا۔۔ "ہاں جب ہی تو ہمسفر چنا ہے۔۔" وہ بول رہی تھی۔۔ رس گھولتی سب سے حسین لگ رہی تھی۔۔

"کب جائیں گے مہمان۔۔" وہ سر پر ہاتھ پھیرتا ارد گرد لگے میلے کو دیکھ کر کہہ رہا تھا ایزل اس کی بے صبری پر ہنسنے لگی۔۔

سکندر اماں جان کی اجازت سے ارومہ کو باہر گھمانے کے لئے لے جارہا تھا۔۔ وہ ڈریس چینج کر کے پریشانی سے ایزل کو اپنا رونا سنا رہی تھی جب سکندر نے سب سن لیا۔۔ "ایزل میں اکیلی جاؤں گی ان کے ساتھ ۔۔۔؟ کسی نے دیکھ لیا تو کیا سوچے گا۔۔" ارومہ پریشانی میں بھول چکی تھی وہ جس کے ساتھ سفر کر رہی ہے وہ اس کا شوہر لگتا ہے۔۔

"یہی سوچے گا چشمش کس کے ساتھ گھوم رہی ہے آج سے پہلے اس چشمش کے اتنے پَر تو نہیں نکلے تھے۔۔" ایزل حیرت سے بات بناتی اس کی بات کا لطف لے رہی تھی۔۔ "دیکھا میں صحیح سوچ رہی تھی کوئی دیکھا گا یہی کہیں گا۔" ارومہ کے ہاتھ پاؤں پھول رہے تھے ۔۔۔ "ارے آڑو وہ تمہارا شوہر ہے اب وہ جہاں لے جائے کوئی نہیں روک سکتا۔" ایزل نے اس کی عقل پر ماتم کر کے بتایا۔۔ اتنے ناول پڑھ کر بھی ابھی تک بدھو تھی۔۔ "پھر میں جاؤں لیکن وہ مجھے دیکھتے ہیں۔۔" ارومہ کی دوسری پریشانی پر ایزل قہقہہ لگا کر ہنس دی تھی۔۔

" تمہارے بھائی نے مجھے دیکھنا ہے اس لئے ڈریس چینج نہیں کیا یار جلدی جاؤ پھر میں بھی کوئی پلان بناؤ اپنے سیاں کے ساتھ ۔۔" وہ آنکھ دبا کر کہتی ارومہ کو بوکھلانے پر مجبور کر گئی۔۔

"چلیں بیگم صاحبہ میری شکایتیں ہو گئیں ہیں ۔۔" سکندر نے دروازے پر دستک دے کر پوچھا۔۔ ارومہ ایزل کو دیکھنے لگی۔

"جلدی جائیں آپ دونوں پھر ہم بھی کینڈل لائٹ ڈنر کریں گے۔۔

"ایزل نے اب کی بار اس کو غصے سے گھورا تھا وہ پریشانی کے عالم میں باہر بڑھ گئی۔ رات کے آٹھ بج رہے تھے سب مہمان کا چکے تھے۔۔۔

سکندر نے ساحلِ سمندر پر اپنی گاڑی روکی تھی۔۔ باہر نکل کر ارومہ کو گاڑی کے بونٹ پر بیٹھا کر پاس اس کے پاس بیٹھ گیا تھا۔۔ "آپ واقعی مجھے پسند کرتے ہیں۔۔؟"آرومہ کو اب تک یہی سوال تنگ کر رہا تھا۔۔

"جی ہاں کوئی شک ہے اِس میں۔۔؟"

وہ پاگل سی ارومہ کی دل کیفیت سمجھ سکتا تھا۔۔

"کیا تمہیں بھی یہی لگتا ہے خوبصورتی کا مطلب گورا چٹا اور حسین ہونا ہوتا ہے۔۔؟" سکندر نے رُخ پھیر کر اُس سے پوچھا۔۔ وہ جاننا چاہتا تھا وہ اپنے بارے میں کیا سوچتی ہے۔۔

"نہیں آپ نے ایزل کے لئے رشتہ مانگا تھا مجھے لگا وہی خوبصورت ہے تو اُس کا ہی ہونا چاہئیے تھا۔۔" وہ سر پر پھسلتا ڈوپٹہ واپس رکھ کر کنفیوز سی بتا رہی تھی۔

"وہ سب ایک غلط فہمی کی بنا پر ہوا تھا ورنہ میں جانتا ہوں ایزل کو شافع پسند کرتا ہے۔۔ میں جب پہلی بار تمہیں دیکھا تھا جب سے پسند کرنے لگا تھا۔۔" وہ بتاتے ہوئے کندھوں کے گرد اپنے ہاتھ پھیلائے قریب کر گیا۔۔

وہ جھجھکتے ہوئے سر نیچے کئے تھوڑی گردن سے چپکا گئی تھی۔۔ وہ اتنی زیادہ نروس ہو رہی تھی سکندر سے اور اب دونوں کے درمیان موجود رشتے سے۔۔

"یہی پریشان سی صورت تھی جس کا میں دل سے گرویدہ ہوا تھا۔۔۔" وہ تھوڑی اوپر اٹھائے چہرے پر آئے بالوں کو پیچھے کر رہا تھا۔۔ "تیاری کر لو رخصتی بڑی عید پر پکی ہے پھر تمہاری پڑھائی جاری کروانی ہے۔۔" وہ اسے بولنے پر اکسا رہا تھا لیکن وہ سمٹتی ہوئی بس سنے جا رہی تھی اسے۔۔۔

"عیدی دیکھنے کا بڑا شوق ہے تمہیں اپنی عیدی کیسی لگی۔۔؟" وہ پرانی بات یاد کرتا پوچھ رہا تھا لبوں پر شریر مسکراہٹ تھی۔۔

"ساری کی ساری بہت اچھی تھی۔۔۔" وہ خوشی سے پہلی بار خوش ہوتے ہوئے بات کر رہی تھی، جواب دے رہی تھی۔۔

"چلو ہر سال ہی عیدی دیا کروں گا۔۔" وہ ناک دبا کر ہنسنے لگا۔۔۔ ارومہ شرما کر سر جھکا گئی۔۔

شافع نے سارا پھیلاؤ بھی سمیٹ لیا تھا۔ اماں جان بھی پڑوس میں گئی ہوئیں تھیں۔۔ سکندر اور ارومہ جا چکے تھے۔۔ شافع اپنے کمرے میں حساب کتاب میں مصروف تھا۔۔

"یہ ڈریس بولو تو رات کو بھی پہن کر سو جاتی ہوں۔۔" ایزل اس کے سر پر پہنچ کر کمر پر ہاتھ ٹکائے پوچھ رہی تھی۔۔۔ شافع نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔۔ "شٹ یار۔۔ میں بھول گیا تھا تمہیں دیکھنا ہے جی بھر کر۔۔۔" وہ ٹیبل پر قلم اور صفحہ چھوڑ کر اٹھ کر اس کے سامنے آگیا۔۔ گھیر دار فراک میں نازک سا سراپا شافع کی نظروں کے سامنے تھا۔۔ "آخری عید ہے چھت پر چل کر چاند دیکھتے ہیں۔۔" وہ ہاتھ تھام کر لبوں سے لگا کر خوشی سے کہہ رہا تھا۔۔۔ "چلو پھر دیر کس بات کی ہے۔۔" وہ فوراً تیار ہوتی اس سے پہلے بھاگتی ہوئی چوڑیوں کی جھنکار سناتی ہوئی اوپر چلی گئی۔ شافع اس کے پیچھے ہو لیا۔۔۔ "یہ ہمارا ڈیٹنگ پوائنٹ تھا۔۔" ایزل نے چاند کو دیکھتے ہوئے شافع سے کہا۔۔اس نے ایزل کے گرد بازو پھیلا دیئے تھے۔۔ خود میں سمیٹ کر ایزل کو محسوس کیا وہ مسکرا کر شافع کو دیکھتی اپنا سر اس کے سینے پر رکھ گئی۔۔ "تو عید میری۔۔۔" شافع نے ایزل کے کان پر جھک کر ہولے سے کہا۔۔ "اب سے ساری عیدیں ہی ہماری ہیں۔۔" وہ جی جان سے مسکراتے ہوئے شافع کے گال کھینچنے لگی۔۔ "کبھی نہیں سدھرو گی اب شوہر ہوں تمہارا۔۔" شافع اس کی بچکانہ حرکت پر محظوظ ہوا۔۔ "سدھر جاؤں گی تو تمہیں بری لگوں گی۔۔" وہ دور جاتے شافع کو قریب کر گئی۔۔ "بیوی ہوں تمہاری" وہ اس کے گھورنے پر پورے حق سے بتانے لگی۔۔ شافع نے نرمی سے حصار قائم کرتے اس کا چہرہ قریب کر لیا۔۔ "جب ہی تو جی نہیں بھر رہا دیکھ کر.." وہ لبوں سے نرم سا لمس چھوڑتا پیچھے ہوا۔ "دیکھتے رہو۔۔" وہ شرما کر تنگ ہوتے حصار کو محسوس کر رہی تھی۔۔ "رخصتی آج ہی ہو جائے۔۔؟" وہ اس کے پوچھنے پر اس کی بے قراری محسوس کرتی شرمیلا سا ہنس دی۔۔ "اب تو تمہاری ہی ہوں" ایزل نے دونوں ہاتھوں کو پیچھے لے جا کر شافع کے گرد تنگ کر دیا۔۔ "لگ رہا ہے ہمیشہ سے میری ہی تھی۔۔" وہ بھی مسرور سا ہو رہا تھا۔۔

"میں نے کہا تھا جورو کا غلام بنو گے پری کے ہاتھوں دیکھ لو پری مل گئی۔" ایزل نے ایک ادا سے بالوں کو پیچھے کیا تھا۔۔

" مجھے خوشی ہوئی اپنے سکندر ، مرزا کو چھوڑ کر مجھے اپنانے کا سوچ لیا۔۔" وہ ابھی تک ناولز کے ہیرو سے چڑ رہا تھا۔۔

"وہ الگ بات ہے میری زندگی کے ہیرو تو تم ہو۔۔ مجھے پڑھاؤ گے ناں۔۔" شافع اِس کے کان میں ڈلے آویزوں کو چھیڑ رہا تھا۔۔ "

بالکل اب اچھی جاب لگ گئی ہے۔۔ کل سے جاب اسٹارٹ ہے پھر تمہارے ہر خواب پورا کروں گا۔۔" وہ ایزل کے دیکھتے ہوئے حکم مان رہا تھا جو وہ ہمیشہ کرتا تھا۔۔ "اپنے لئے موبائل بھی لینا پہلے تاکہ جب جاب پر ہو تو میں وڈیو کال کر سکوں۔۔

" وہ اِس کے کی پیڈ موبائل سے تنگ تھی جو بہانہ بنا کر اپنے لئے ایک ٹچ موبائل نہیں لیتا تھا۔۔ " لے لوں گا اب ضروری ہو گیا ہے بیگم کی پکچرز بھی ہونی چاہیئے پاس۔۔"

وہ گالوں پر لمس چھوڑتے ہوئے بولتا پیچھے ہٹا۔۔ ایزل کے چہرہ لال ٹماٹر ہو گیا تھا لیکن وہ پھر بھی نظریں ملانے کی کوشش کر رہی تھی۔۔ " جہاں آکر سب کانفیڈینس کم ہو جاتا ہے بیگم۔۔" وہ اِس کے شرمائے چہرہ کو ہاتھوں کو پیالے میں لئے مسکرانے لگا۔۔

"لیلا مجنوں کا اگر دیدار کا دور ختم ہو گیا ہے تو بوڑھی اماں جان کو کھانے کا پوچھ لینا۔۔"

نیچے سے آتی اماں جان کی آواز پر وہ دونوں ایک دوسرے کو دیکھ کر ہنسنے لگے۔۔ چاند دور آسمان پر ان کے خوشی سے چمکتے چہروں کو دیکھ کر بادلوں کی اوٹ میں چھپ رہا تھا۔۔

جب ملے تو مجھے عید پر

میں یہ کہوں

پیا تو ہی عید میری۔۔

ختم شُد۔۔۔۔۔۔

NOVEL IN URDU